اب خدیجہ بیوگی مین بسر کرتے تھین - تو قریش کے بڑے بڑے ذی وجاہت اور شریف
لوگ انکے نکاح کی آرزو کرتے تھے - لیکن چونکہ انکے لیے ایک خاص فضیلت اور امتیاز لکھا تھا
انھون نے نکاح کرنا منظور نہین کیا -

رسول اللہ صلعم کے ساتھ شادی اور تجارت کا ذکر

یہ نہایت عزت و فراغت سے رہتی تھین - کچھ مال اُنکے باپ کے گھر کا تھا - اور کچھ خاوندون کا چھوڑا ہوا - اسکو انھون نے کھویا نہین - بلکہ اپنی خداداد عقل اور عمدہ تدبیر سے بڑھانا شروع کیا - جس سے یہ ایک نہایت باثروت اور قریش کی عورتون میں سب سے زیادہ مالدار سمجھی جاتی تھین -

جن غریب لوگون کو ہوشیار اور معتبر سمجھتین انکو اپنا مال سپرد کر دیتین کہ فلان جگہ جاکر فروخت کر آؤ - اسقدر تمکو بھی دیا جائیگا - وہ لوگ مال لیجاکر بیچتے اور وہان سے انکا فرمایشی مال خرید لاتے جس سے حضرت خدیجہؓ کو بھی بہت کچھ نفع ہوتا اور ان لوگون کو بھی اتنا معاوضہ ملجاتا جو انکو خوش کر دیتا تھا -

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اگرچہ اسوقت تک ظہور نہ ہوا تھا - لیکن آپ کی دیانت دامانت کا تمام مکہ والون مین شہرہ تھا - اور ہر ایک کو آپ کے برگزیدہ اور پاک اخلاق کا اعتبار تھا - اسی لیے آپ امین کے لقب سے مشہور تھے -

یہ شہرت اور بزرگی خدیجہؓ پر پوشیدہ نہ تھی - اسلیے انھون نے چاہا کہ اپنی تجارت کو آپکے سپرد کرکے آپ کی دیانت داری سے نفع اُٹھائین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہلا بھیجا کہ اگر آپ ہمارے تجارت کا مال شام کو لیجائین تو ہم اپنا غلام آپ کی خدمت کے لیے ہمراہ کر دین اور دوسرے لوگون کو نفع مین سے جو کچھ حصہ دیا جاتا ہے اُس سے زیادہ آپ کی خدمت کرین -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چونکہ ایک بلند ہمت وسیع الخیال شخص تھے اس بعید سفر اور تجارت کے تعلق سے گھبرائے نہین - بلکہ منظور فرما لیا - اسباب تجارت اور خدیجہؓ کے غلام میسرہ کو ساتھ لیکر ملک شام کو تشریف لیگئے -

وہان اس مال کو نہایت عقلمندی سے بہت زیادہ نفع کے ساتھ آپ نے فروخت کیا اور شام سے دوسرا مال خرید کر واپس ہوے - مکہ مین لاکر خدیجہؓ کو مال سپرد کر دیا اس مال کو خدیجہؓ نے یہان بیچا تو دو چند کے قریب نفع ہوا -

اب تو خدیجہ کو آپ کی دیانت داری اور حُسن انتظام کے یقین کے ساتھ دل مین اور زیادہ قدر ہو گئی -

شام کے راستہ مین جب آپ ایک مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے - ایک راہبؒ نے آپ کو دیکھا اور آخر الزمان نبی کی جو علامات پہلی کتابون مین لکھی تھین آپ مین دیکھکر پہچان گیا - راہب میسرہ کو جانتا تھا اُسنے میسرہ سے پوچھا کہ یہ کون شخص ہین - اُسنے کہا کہ مکہ کے رہنے والے قریش مین کے ایک شریف جوان ہین - راہب نے کہا کہ یہ نبی ہونگے کیونکہ اس درخت کے نیچے نبی کے سوا کوئی ٹھہرتا ہی نہین -

میسرہ نے یہان سے واپس ہونے پر اس واقعہ کا ذکر بھی خدیجہؓ سے کر دیا تھا چونکہ خدیجہؓ ایک فہمیدہ اور عقلمند عورت تھین - ان تمام باتون کے دیکھنے اور سننے سے انکو آپ کے ساتھ ایک سچا اعتقاد اور خالص اُنس ہو گیا - جس سے خدیجہؓ نے ارادہ کر لیا کہ اگر آنحضرتؐ منظور فرمائین تو آپ ہی سے نکاح کر لین -

یعلی بن امیہؓ صحابی کی بہن کو جنکا نام نفیسہ تھا آپ کی خدمت مین بھیجا جنھون نے آپ سے نکاح کا ذکر کیا - آپ نے فرمایا کہ چونکہ دنیاوی سامان اور مال میرے پاس نہین ہے لہٰذا بالفعل نکاح کا ارادہ نہین نفیسہ نے عرض کیا کہ اگر ایسی جگہ نکاح ہو جائے کہ جہان

لہ اسکا نام نسطورا تھا راہب اسکو کہتے ہین جو دنیا سے تعلق چھوڑ کر خدا کی عبادت مین مشغول ہو جائے ۱۲

... ہو ... موجود ہو اور خاندانی شرافت وعزت بھی ہو تو

کیسا ہی۔ آپ نے فرمایا کہ ایسا موقعہ کہان ہی۔ تب نفیسہ نے بیان کیا کہ خدیجہ رض آپ کے حسن اخلاق اور پاک خصلت اور شرافت کی وجہ سے آپ سے نکاح کرنا چاہتی ہین اسکے علاوہ آپ مین اور انمین دور کی قرابت بھی ہی۔

آپ نے اس تعلق ونسبت کو بلا تکلف منظور فرمالیا اور اپنے چچا حضرت حمزہ رض وغیرہ سے اسکا ذکر کیا سب نے اسکو پسند کیا۔

چونکہ خدیجہ رض کے والد کا انتقال ہوچکا تھا لہذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حمزہ کو ساتھ لیکر خدیجہ رض کے چچا عمرو بن اسد کے پاس دستور کے موافق خِطبہ کے (یعنی رشتہ یا پیام نکاح کے) لیے تشریف لائے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اعلےٰ درجہ کی شرافت خاندانی سے کون ناواقف تھا۔ اور آپ کے پاکیزہ اخلاق کی مکہ مین کسکو خبر نہ تھی۔ پھر عمرو بن اسد اس مبارک تعلق سے کیسے انکار کرسکتے تھے۔ انھون نے بھی منظور کرلیا۔

نکاح کے لیے آپ کے چچا ابوطالب وغیرہ آپ کے ہمراہ خدیجہ رض کے مکان پر گئے وہان عمرو بن اسد (خدیجہ کے چچا) نے وہان کے قاعدے کے موافق نکاح کا خطبہ پڑھا پھر ابوطالب نے بھی خطبہ پڑھا۔ اسکے بعد خدیجہ کے چچا نے آنحضرت صلعم کے ساتھ خدیجہ رض کا عقد کردیا اور پانسو درہم[1] مہر مقرر ہوا۔

آپکو اور آپ کے خاندان کو اس عقد سے بڑی خوشی ہوئی اور آپ نے ایک اونٹ ذبح کرکے ولیمہ بھی کیا یہ وہ زمانہ تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ظاہر ہونے مین ابھی پندرہ برس باقی تھے اور عمر شریف پچیس سال تھی۔

جو لوگ خدیجہ کے نکاح کی امید مین بیٹھے تھے وہ اس واقعہ سے بہت جلتے تھے

---

[1] انگریزی روپیہ کے حساب سے ایک سو اکتیس ۱۳۱ روپیہ ہوتے ہین ۱۲

اور کہتے تھے کہ معلوم نہین کہ خدیجہؓ کی عقل پر کیا پردہ پڑ گیا کہ ایک فقیر سے نکاح کر بیٹھی خدیجہ کو یہ خبر پہونچی تو کہدیا کہ میرے پاس جو کچھ مال ہی وہ سب مین محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کو دئے دیتی ہون - اب تو آپ سب سے زیادہ دولتمند ہوجائینگے اسی واقعہ کی طرف والضحٰے مین خدا تعالےٰ نے ارشاد فرمایا ہی کہ دیکھو اے محمدؐ تم مفلس تھے ہمنے (خدیجہ کے مال سے) تمکو مالدار بنا دیا"

خدیجہؓ اور آپ ساتھ رہنے لگے - خدیجہ آپ کی دل سے عزت کرتی تھین اور ہر بات مین آپکی مرضی کو مقدم سمجھتی تھین - آپ بھی نہایت محبت و مروت سے اُنکے ساتھ معاملہ کرتے تھے اب جو کچھ خدیجہؓ کے پاس تھا وہ آپ ہی کا سمجھا جاتا تھا آپ دنیاوی فکر سے آپکو بالکل آزادی ہوگئی اور پہلے سے زیادہ فراغت و اطمینان کے ساتھ عبادت مین مشغول رہنے لگے -

خدیجہؓ کی اولاد

حضرت خدیجہؓ کو ایک یہ بھی خصوصیت حاصل ہی کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تمام اولاد خدیجہ ہی سے ہوئی ہی اور کسی زوجہ سے اولاد نہین ہوئی - صرف آپ کے ایک صاحبزادے ابراہیم ماریہ قبطیہؓ کے بطن سے تھے جو لونڈی تھین -

خدیجہؓ کے پہلے خاوند (ابو ہالہ) سے دو بچے پیدا ہوے - لڑکے کا نام ہالہ اور لڑکی کا نام ہند تھا دوسرے خاوند (عتیق) سے صرف ایک لڑکی ہوئی اُسکا نام بھی ہند تھا -

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح کے بعد عرصہ تک خدیجہؓ کے کوئی اولاد نہین ہوئی - پانچ سال کے بعد چار لڑکیان زینبؓ رقیہؓ ام کلثومؓ فاطمہؓ اور دو لڑکے قاسمؓ عبداللہؓ ہوے یہ سب اولاد اسی عرصہ مین ہوئی ہی جو نبوت سے پہلے خدیجہؓ کو آپ کے ساتھ رہتے ہوے گذرا ہے -

سب اولاد مین بڑی زینبؓ تھین جو آپ کی نبوت کے ظہور سے دس برس پہلے مکہ مین

پیدا ہوئی ہین انکا نکاح رسول اللہ صلے اللہ علیہ والہ وسلم نے انکے خالہ زاد بھائی ابو العاص سے کردیا تھا۔ ابو العاص کی والدہ کا نام ہالہ تھا خویلد کی بیٹی تھین اور خدیجہ کی بہن ہجرت کے آٹھوین سال آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے دو برس پہلے زینب کا انتقال ہوگیا جب عورتین انکو غسل دینے لگین تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باہر کھڑے ہوے غسل وکفن کی ترکیب بتلاتے جاتے تھے۔

دوسری بیٹی رقیہؓ کی شادی حضرت عثمانؓ (تیسرے خلیفہ) سے ہوئی تھی انھون نے مدینہ جانے کے بعد ہجرت کے دوسرے سال وفات پائی اور انکے بعد انکی چھوٹی بہن ام کلثومؓ کا نکاح بھی حضرت عثمانؓ سے ہوگیا۔ اسی لیے حضرت عثمانؓ کو ذی النورین (یعنے دو نور والے) کہتے ہین انکی بھی عمر بہت کم ہوئی اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ایک سال پہلے سن نو ہجری مین اپنی بہن کے پاس قبر مین جاکر آرام کیا۔

لڑکیون مین سے سب سے چھوٹی فاطمہؓ ہین جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نبی ہونے سے پانچ سال پہلے پیدا ہوئین اور مدینہ جانے کے بعد دوسرے سال رمضان المبارک مین حضرت علیؓ سے نکاح ہوا امام حسن حسین رضی اللہ عنہما اور کئی بچے انسے پیدا ہوے انھین سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسل دنیا مین جاری ہی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے چھ ماہ بعد انتقال فرماگئین۔

صاحبزادون مین سب سے پہلے قاسم پیدا ہوئے انھین کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ابو القاسم (یعنے قاسم کے باپ) کہتے تھے یہ پانون چلنے لگے تھے اور صرف ڈیڑھ برس دنیا مین رہنے پائے تھے کہ زندگی ختم ہوگئی نبوت سے پہلے مکہ ہی مین پیدا ہوئے اور وہین انتقال ہوگیا آپ کی اولاد مین سب سے پہلے انھین کی وفات ہوئی ہے۔

انکے بعد دوسرے نبی زادے عبد اللہ ہوے اور بہت تھوڑے دنون دنیا کی

ہوا اٹھا کر قبر ہی کو دین جا سوئے۔

خدا کی رضا پر راضی رہنے والے صابر و شاکر مان باپ جس طرح اپنی اولاد کے مرنے پر صبر کرتے ہین اسی طرح خدیجہؓ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صدمہ اُٹھا کر صبر کیا۔ انکے علاوہ خدیجہؓ کے طیب وطاہر دو اور لڑکون کا ہونا بھی بیان کیا جاتا ہی بعض عالم فرماتے ہین کہ عبد اللہ ہی کو طیب وطاہر کہتے تھے۔ کوئی دوسرے لڑکے نہ تھے۔

سرور انبیا صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد مین سب سے پچھلے اور سب سے چھوٹے ابراہیم ہین مگر یہ خدیجہ کی اولاد مین داخل نہین یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ مین تشریف لانیکے آٹھوین سال ذی الحجہ مین ماریہؓ[1] قبطیہ سے پیدا ہوے اور پیدایش کے وقت ابو رافع کی بی بی (سلمہ) ماریہ کے پاس تھین انھون نے اپنے خاوند سے کہا کہ جاؤ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اطلاع کردو کہ ماریہؓ کے لڑکا پیدا ہوا ہی آپ نے یہ خوشخبری سُنکر ابو رافع کو ایک غلام انعام دیا (اور کچھ کپڑا بھی دیا) اور نہایت خوش ہوے ساتوین روز عقیقہ کیا اور ابراہیم نام رکھا انکے بالون کے برابر وزن کرکے آپ نے چاندی خیرات فرمائی اور بالون کو دفن کردیا۔ آپ نے انکو پرورش کرنے اور دودھ پلانے کے لیے ایک عورت (ام سیف) کے سپرد کردیا تھا جنکے خاوند کا نام ابو سیف تھا (اور آہنگری کا کام کرتے تھے)۔

اللہ اللہ اولاد کی محبت سبکو ہوتی ہے بلکہ آپ نے فرمایا ہی کہ جسکو اولاد پر شفقت

---

[1] ماریہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی لونڈی تھین چونکہ قبطی قوم مین سے تھین اسلیے ماریہ قبطیہ کہتے ہین اسکندریہ کے حاکم مقوقس نے ماریہ اور انکی بہن سیرین اور ایک غلام ایک خچر (ایک کپڑا ایک اونٹ اور بہت سونا) سنہ ہجری مین مدینہ مین تحفۃً بھیجا تھا آپ نے ماریہ کی بہن سیرین کو حضرت حسان (اسلامی شاعرؓ) کو دیدیا اور ماریہ کو اپنے لیے رکھ لیا انھین سے ابراہیم پیدا ہوے آنحضرت صلعم کے بعد چھ برس زندہ رہین اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے زمانہ مین ۱۶ھ ہجری مین انتقال کیا۔ عمرؓ انکے جنازہ کے لیے لوگون کو خود بُلاتے پھرتے تھے اللہ اللہ ان لوگون کے دل مین رسول برحق کی کتنی قدر تھی کہ آپ کی لونڈی کے جنازہ کے لیے اسقدر اہتمام تھا۔۱۲

نہ ہو تو سمجھو کہ خدا نے اُسکے دل سے اپنی رحمت کو نکال لیا ہے۔ باوجودیکہ ابوسیف کا مکان بہت دور تھا۔ مگر آپ اپنے پیارے بچے کو دیکھنے کے لیے کبھی کبھی تشریف لیجاتے ابوسیف اپنی آہنگری کے کام مین مشغول ہوتے اور مکان دھوئین سے بھرا رہتا تھا صحابہؓ آگے دوڑ کر خبر کرتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لاتے ہین۔ تب وہ دھوان موقوف کرتے۔

جب آپ ابراہیم کی زیادہ بیماری کی خبر سُنکر تشریف لیگئے ہین تو ایسے وقت مین پہونچے کہ بچے کو ہچکی لگ رہی تھی اور روح جنت کو جانے کے لیے تیار تھی اس رحمۃ للعلمین کی آنکھون سے آنسو جاری ہوگئے لوگون نے تعجب سے عرض کیا کہ یا حضرتؐ آپ بھی آنسو بہاتے ہین۔ آپنے فرمایا کہ دل سے رنج کرنے اور آنکھ سے رونے مین کچھ حرج نہین یہ تو خدا کی رحمت ہی ہان بدن نوچنا اور چلّا کر رونا شیطانی کام ہو۔

انکی وفات ہجرت کے دسوین سال سولہ مہینے کی عمر مین ربیع الاوّل کے مہینے مین ہوئی اور آپ نے نہایت حسرت و افسوس کے ساتھ اُنکو بقیع[1] مین دفن فرمایا اور انکی قبر پر پانی چھڑکا۔ اسی روز اتّفاق سے آفتاب کا گرہن ہوا لوگونکو خیال ہوا کہ ابراہیم کی موت کی وجہ سے آفتاب کو گرہن لگا ہے۔ آپ نے اس خیال کے دور کرنے کے لیے فرمادیا کہ چاند سُورج کو کسی کے مرنے یا پیدا ہونے سے گہن نہین لگتا۔ یہ صرف خدا تعالیٰ کی قدرت کے نشان ہین۔ جنسے بندون کو ڈرا دیتا ہی کہ دیکھو ہم ایسے بڑی بڑی روشن چیزون سے کس طرح نور چھین سکتے ہین۔

نبوت کا ظہور اور خدیجہؓ کا اسلام

[1] مدینہ کے اس قبرستان کا نام بقیع ہو جسمین سب سے پہلے آپ نے عثمان بن مظعونؓ صحابی کو دفن فرماکر نشان کے لیے پتھر رکھدیا تھا حضرت عثمان حضرت عائشہ حضرت فاطمہ اور صدہا صحابی رضی اللہ عنہم وہان دفن ہین ۱۲

پندرہ برس آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خدیجہ کو آرام سے زندگی بسر کرتے ہوے گذر گئے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کے ظاہر ہونے اور دنیا مین اسلام کا نور پھیلنے کا زمانہ آپہونچا چھ مہینے ہو گئے تھے کہ آپ کو نہایت صاف اور سچے خواب نظر آتی تھین جو کچھ خواب مین دیکھتے بالکل وہی ظاہر ہو جاتا اور آنکھون سے دیکھ لیتے۔

آپ کی عادت تھی کہ مکہ کے ایک پہاڑ کے کھوہ مین جسکو حرا کہتے تھے عبادت کیا کرتے تھے خدیجہؓ کچھ کھانا ساتھ کر دیتین اور آپ کئی کئی روز وہین عبادت مین مشغول رہتے۔ اسی عادت کے موافق ایک مرتبہ کئی روز سے عبادت مین لگے ہوے تھے کہ خدا تعالےٰ کے فرشتہ (جبرئیل) نے آدمی کی صورت مین آکر آپ کو نبوت کا پیام پہونچایا تین بار آپکو سینہ سے لگا کر زور سے دبایا اور سورۂ اقرأ کی شروع آیتین پڑھائین[1]۔

چونکہ یہ سب سے پہلا واقعہ تھا اور نبوّت کا بار اُٹھانا کچھ آسان کام نہ تھا اس لیے آپ گھبرا گئے اور خوف ہو گیا کہ دیکھئے یہ بار گران مجھ سے اُٹھیگا یا اسی مین جان جائے گی کانپتے ہوے مکان پر خدیجہؓ کے پاس پہونچے اور فرمایا کہ جلد مجھے کپڑا اُڑھاؤ جب ذرا دل قابو مین ہوا تو جس طرح اپنے دُکھ درد اور مشکل کامون کو ایک سچے غمخوار اور ہمدرد سے بیان کرتے ہین خدیجہؓ سے تمام حال بیان کیا اور فرمایا کہ مجھے اس امر مین جان کا خوف ہے خدیجہؓ کو جو ایک بہت ہی تجربہ کار اور عاقلہ عورت تھین فوراً آپ کی نبوت کا یقین ہو گیا اور ایمان لے آئین اور جواب دیا کہ گھبرانے کی کوئی بات نہین آپ مین چونکہ بہت سی عمدہ خصلتین موجود ہین غریبون کے مدد کرتے ہو مہمانون کی تواضع کرتے ہو رشتہ دارون سے شفقت کرتے ہو۔ اس لیے خدا سے امید ہے کہ وہ کوئی ایسی بات آپ کے لیے نہ کریگا جس مین آپ کے واسطے بُرائی ہو اس تسلّی پر بس نہین کیا بلکہ اپنے چچا زاد

[1] بعض روایتون مین یہ بھی ہے کہ جبرئیل نے زمین مین سے پانی نکالا اور وضو کرا کر آپ کو دو رکعت نماز پڑھائی خدیجہؓ نے بھی اسی طرح دو رکعتین پڑھین ۱۲

شخص اور توریت وانجیل کے عالم تھے۔ ورقہ نے تمام حال سُنکر نہایت خوشی سے کہا کہ بیٹا ڈرنے کی بات کیا ہی۔ نبوت مبارک ہو۔ بیشک یہ وہی فرشتہ تمکو نظر آیا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آتا تھا۔

نبوت کے عطا ہونے کا یقین تو آپ کو غار ہی مین ہو گیا جب فرشتہ نے آکر قرآن پڑھایا تھا۔ لیکن شروع شروع مین کسی بڑے مشکل کام کو کرنے سے جیسے دل ڈرتا ہی اُسی قسم کا اندیشہ آپ کو تھا۔ خدیجہؓ اور ورقہ کی تسلّی سے وہ بھی جاتا رہا۔

سب سے پہلے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ایمان لانے اور ایسے وقت مین آپکی تسلی اور تقویت کرانے ہمّت بندھانے سے خود حضرت خدیجہ کی بلند ہمت اور دانائی کا پورا اندازہ ہو سکتا ہی۔ یہی ایک بڑی فضیلت ہی جو انکے سوا کسیکو حاصل نہین۔

اب وہ زمانہ شروع ہوا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کا پیام پہونچاتے تھے اور عرب کے لوگ جن بتون کو صدہا برس سے پوجتے چلے آتے تھے انکو چھوڑا کر وحدہ لاشریک لہٗ کہلانا اور کفر سے نکالنا چاہتے تھے۔

اِسی بنا پر تمام لوگ دشمن ہو گئے تھے طرح طرح کی تکلیفین پہونچانے کی تدبیرین کرتے اور بہت سی اذیتین دیتے تھے مگر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم بہت مستعدی کے ساتھ کلمۂ حق کی منادی مین مشغول تھے۔

ساری قوم سارے شہر کا مخالف ہو جانا کچھ تھوڑی مصیبت نہین اسپر غضب یہ کہ اپنے عزیز رشتہ دار مخالف تھے اس تکلیف کے زمانہ مین اگر کوئی ظاہری مددگار تھا تو آپ کے چچا ابو طالب تھے یا خدیجہؓ ابو طالب چونکہ قریش کے سردار اور بزرگ

لہ یہ انجیل کا ترجمہ عربی مین کرلیتے تھے آپ کے نبی ہونے کے چند ہی روز بعد انتقال کر گئے۔ اسمین اختلاف ہے کہ یہ مسلمان ہو کر دنیا سے گئے یا ویسے ہی ۱۲

سمجھے جاتے تھے۔ اسلیے لوگ انکا نہایت ادب کرتے تھے اور اکثر دفعہ صرف انھین کے رعب اور لحاظ کی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے کے ارادہ سے رُک جاتے تھے۔

نسبی شرافت اور عزت کے ساتھ جب کسی شخص کو دنیاوی عروج اور ثروت حاصل ہوتی ہی اور کچھ لوگ اُسکے سہارے پر گذارہ کرنے والے ہوتے ہین تو عام لوگون پر بھی اسکا بڑا اثر ہوتا ہی خدیجہؓ کی شرافت اور ثروت کا بھی لوگون کو بہت لحاظ تھا اور خدیجہؓ بھی آپ کو تکلیف سے بچانے اور آپ کی حفاظت مین پوری کوشش کرتی تھین۔

خدیجہؓ کی وفات

ابو طالب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا آپ کی باتون کو حق سمجھتے تھے اور دلمین جانتے تھے، کہ محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) جو کچھ کہتا ہے وہی حق ہے لیکن اسلام قبول کرتے ہوے شرم کرتے تھے کہ لوگ کہین گے کہ ابو طالب جیسا عقلمند سردار ایک بچّے کی باتون مین آگیا جیسا کہ ابھی بیان کیا گیا ہی آپکی ہر طرح کی حمایت اور محبت و شفقت مین بھی کوئی کمی نہ رکھتے تھے اور آپ کے نہایت زبردست پشت و پناہ اور مربی سمجھے جاتے تھے اور اون کا رعب اور وجاہت اور خدیجہؓ کی دنیاوی عزت و شرافت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو دشمنون کی ایذا رسانی سے بچانے کے لیے ایک بہت بڑے محافظ کا کام دیتی تھی۔

اب خدا تعالیٰ کو یہ دکھلانا منظور تھا کہ بلا ظاہری مددگار کے ہم اپنے سچّے نبی کی کیسے حفاظت کرتے ہین اور کس طرح اسکے دین کو شرق سے غرب تک پھیلاتے ہین۔

ابو طالب کی اسّی برس سے زیادہ عمر ہو گئی تھی نبوت کے دسوین سال ذیقعد کے مہینے مین ان کو موت کا پیام پونہچا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انکے انتقال کے

جس شخص کی تمام قوم اور رشتہ دار دشمن اور جان کے خواہان ہون۔ اور دنیا مین کوئی اپنا طرفدار نظر ہی نہین آتا ہو اسکو ایسے مہربان چچا کے دنیا سے اُٹھ جانے کا جو کچھ صدمہ ہو بجا ہی اور وہ جتنا رنج کرے تھوڑا ہی۔

یہ مصیبت آپ کے مبارک اور پاک دل کو پریشان کرنے کے لیے کچھ کم نہ تھی کہ ایک اور اس سے بھی بڑھکر آفت کا سامنا ہوا کہ ہمیشہ کی ہمدم و ہمدرد خادمہ اور جان نثار بی بی سے بھی جدائی پیش آئی یعنے ابو طالب[1] کے چند ہی روز بعد خدیجہؓ کو سفر آخرت پیش آیا اور جبکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو دسوان سال تھا۔ اس نیک پاک بی بی نے پینسٹھ سال کی عمر مین اس چند روزہ دنیا سے منھ پھیر کر آخرت کا راستہ لیا۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو انکی جدائی سے نہایت ہی کلفت اور سخت رنج ہوا اسوقت تک جنازہ پر نماز پڑھنے کا حکم نہین ہوا تھا۔ اسلیے غسل و کفن کے بعد بدون نماز کے انکو مدینہ کے مقبرہ حجون[2] مین دفن کیا گیا۔

اب تو آپ پر دوہرا صدمہ اور دوطرفہ مصیبت ہوگئی جسکو آپ نے راضی بہ رضا و قضا ہو کر نہایت صبر و شکر کے ساتھ برداشت فرمایا۔ رنج کا اثر اسقدر غالب تھا کہ اندیشہ ہوتا تھا کہ دیکھیے آپ زندہ بھی رہتے ہین یا نہین۔

خدیجہؓ کی محبت اور سچے دل سے خدمت گذاری کا خیال تو آپ کو ہمیشہ ہی رہا۔ اور تمام عمر یاد فرماتے رہے۔ لیکن کچھ عرصہ تک انکی وفات کا بہت اثر اور رنج خاطر مبارک پر رہا۔ عائشہؓ سے نکاح ہو جانے کے بعد اس رنج مین بہت تخفیف ہوگئی۔

---

[1] زیادہ معتبر قول یہ ہی کہ تین روز بعد۔ دوسرا قول یہ ہی کہ ۳۵ روز بعد۔ بعض علمانے اسی کو صحیح کہا ہی اور بعض وجوہ سے یہی ٹھیک معلوم ہوتا ہی۔

[2] حجون ایک پہاڑ کا نام ہی وہین قبرستان ہین۔ اب اسکو جنت المعلی کہتے ہین ۱۲

خدیجہ نے چوبیس سال چھ ماہ آپکی بابرکت خدمت اور نکاح مین رہکر آپکو آرام پہونچایا

یہ مدت نہایت خوبی سے بسر ہوئی - وہ بھی دل سے آپکی قدر کرتی تھین اور آپکو بھی پوری

محبت تھی - جبتک یہ زندہ رہین دوسرا نکاح آپ نے نہین کیا - اور انکے بعد باوجود بہت

سے نکاح ہوجانے کے برابر انکو یاد فرماکر تعریف کیا کرتے تھے بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ

آپ گھر مین تشریف لاتے ہون اور انکا ذکر نہ آجاتا ہو -

حضرت عائشہ فرماتی ہین کہ اگرچہ خدیجہؓ کو مین نے دیکھا بھی نہین اور وہ میرے آنے

سے پہلے دنیا سے گذر چکی تھین لیکن مجھے اتنی غیرت ورشک آپ کی کسی بی بی پر نہین آیا

جتنا خدیجہؓ پر آتا تھا - آپ اُنکو اکثر یاد فرماتے رہتے اور اگر گوشت وغیرہ کبھی کوئی چیز تقسیم

کرنے کے قابل ہوتی تو آپ تلاش کرکے خدیجہؓ کی ہمجولیون اور سہیلیونؑ کو بھیجا کرتے تھے

سبحان اللہ وفاداری اور یادگاری اسکو کہتے ہین -

خدیجہؓ کی وفات کو عرصہ گذرنے کے بعد ایک دفعہ آپ گھر مین بیٹھے تھے باہر سے

خدیجہؓ کی بہن نے دروازے پر آواز دی آنحضرت صلعم اسکو خدیجہؓ کی آواز سمجھکر چونک پڑے

پھر فوراً ہی خیال آگیا کہ انکی بہن پکارتی ہین -

ایک روز آپ نے بہت تعریف فرمائی تو عائشہؓ نے کہا کہ بس اب قریش کی ایک

بڑھیا کو کہان تک یاد کیجئے گا - خدا نے آپکو اس سے اچھی اچھی بی بیان عطا فرمادی ہین

آپ غصّہ سے کانپ گئے اور فرمایا کہ نہین اُس سے بہتر زوجہ نہین ملی - اُسنے ایسے وقت

میری بات کو مانا اور ایمان لائی کہ تمام لوگ مجھکو جھٹلاتے تھے اور ایمان نہین لاتے

تھے اور اپنے مال سے ایسے وقت مین میری مدد کی ہی کہ جب کسی کے مال سے بھی مجھے

سہارا نہ تھا - اور خدا نے مجھے اس سے اولاد عطا کی اور سب بی بیون کی اولاد سے

محروم رکھا - عائشہؓ کہتی ہین کہ پھر تو مین نے دل مین عہد کرلیا کہ کبھی خدیجہؓ کو بُرائی

ا؎ یعنے ساتھ کھیلنے والی لڑکیین - انکو ساتھنین بھی کہتے ہین -

ایک بہت بڑی فضیلت و عزت جو دنیا مین کسی کو حاصل نہین
حضرت خدیجہ رضؓ کو یہ حاصل ہی کہ وہ تمام دنیا مین سب سے پہلے اسلام لائین۔ انسے پہلے نہ تو کوئی مرد اسلام لایا نہ بوڑھا نہ بچّہ۔ اوّل ہی مرتبہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے غار حرا سے واپس آکر اپنی نبوت اور فرشتہ کا حال بیان فرمایا تو اُنھون نے اسیوقت یہ گواہی دی اَشْهَدُ اِنَّكَ لَرَسُوْلُ اللّٰهِ (بیشک تم خدا کے رسول ہو) اسکے بعد جو کچھ امداد و اعانت اُنکی ذات سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو پہونچی اور آپ کے رنج و مصائب مین اُنکی وجہ سے جسقدر تخفیف ہوئی اسکا بیان ہو ہی چکا ہی۔ جبرئیل علیہ السلام نے ایک دفعہ آکر عرض کیا کہ ای رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) خدیجہ رضؓ ایک برتن مین کھانا لیے ہوے آتی ہین جب آپکے پاس پہونچین تو خدا تعالیٰ کی طرف سے اور میری جانب سے سلام کہدینا اور انکو جنت مین موتی کا ایک مکان ملجانے کی خوشخبری سنا دینا جسمین آرام ہی آرام ہوگا تکلیف کا نام نہوگا۔

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ زمین و آسمان کی بہترین عورتونمین خدیجہ رضؓ بھی ہین۔ ان دینی فضیلتون کو لئے ہوے جنکا اندازہ انکے حالات سے ہو سکتا ہی۔ خدیجہ رضؓ عقل و دانائی۔ ہوشیاری۔ بلند ہمّتی کے زیور سے بھی آراستہ تھین۔ خدیجہ رضؓ کی عقل کی ایک بہت بڑی بات یہ بھی تھی کہ آپ کو اپنی تجارت کے لیے پسند کیا تھا۔

غرض ابو طالب اور خدیجہ رضؓ کی موت کے بعد دشمنون کو تکلیف پہونچانے کا موقعہ ملگیا اور خوب مخالفتین کین آپ اذیتون کو برداشت کرتے ہوے مکہ مین رہا کیے یہان تک کہ تین سال کے بعد جن دنون مین کافر آپ کے قتل کا ارادہ کر رہے تھے خدا تعالےٰ نے آپ کو وطن چھوڑنے کا حکم فرمایا اور آپ ہجرت کرکے مدینہ منورہ کو تشریف لے گئے۔ جہان جاکر اسلام کو وہ رونق و ترقی ہوئی کہ تمام دنیا مین یہ سچی آواز پہونچگئی

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ وسلم

صدیقہ

یعنی

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حالات

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اول خلیفہ اور سب سے افضل صحابی تھے عائشہ رضی اللہ عنہا آپکی بیٹی تھین۔ انکی والدہ کو ام رومان کہتے تھے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت کو چار برس ہو چکے تھے جب عائشہ پیدا ہوئین چونکہ ابو بکر صدیق رضہ کا گھر نور اسلام سے روشن ہو چکا تھا اسلیے انکی ولادت پر اس قسم کے رنج و ناراضی کا ظہور نہین ہوا جو عرب کے لوگون مین لڑکیون کی پیدایش پر ہوتا تھا بلکہ ایک قسم کی مسرت کا اظہار کیا گیا۔ اور جس طرح ایک سیدھی سادی طرز پر زندگی بسر کرنیوالون کی عزیز اولاد پرورش پاتی ہے۔ عائشہ کی پرورش ہوئی۔ خدا تعالی کے سوا بھی یہ کسے خبر تھی کہ اس لڑکی کے مبارک نصیب مین فخر عالم رسول اکرم (صلے اللہ علیہ وسلم) کی سب سے زیادہ عزیز بی بی بننے کی عزت لکھی ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی پہلی بی بی خدیجہ کا چونکہ انتقال ہو چکا تھا۔ لہذا آپکو نکاح کی ضرورت تھی۔ عثمان[1] بن مظعون کی بی بی نے ایک مرتبہ عرض کیا۔ کہ یا حضرت

[1] یہ حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے خاص درجہ کے صحابی ہین مسلمان ہونے سے پہلے بھی یہ شراب نہین پیتے تھے مکہ سے جو لوگ آپکے ہمراہ مدینہ مین آئے تھے انمین سب سے پہلے مدینہ مین انکا انتقال ہوا ہی انتقال کے بعد آپ نے انکے چہرہ کو بوسہ دیا اور بقیع مین سب سے پہلے انکو دفن کیا ہی انکی قبر پر آپ نے نشان کے لیے پتھر رکھدیا تھا ۱۲

آپ نکاح کیون نہین کرتے-آپ نے فرمایا کہ کس سے نکاح کرین-اُنھون نے عرض کیا کہ کنواری اور بیوہ ہر قسم کی عورتین موجود ہین-اگر آپ کنواری لڑکی سے نکاح کرنا چاہین تو آپ کے سب سے زیادہ عزیز دوست ابو بکرؓ کی بیٹی موجود ہی اور اگر بیوہ سے کرنا ہی توزمعہ کی بیٹی سودہ سے ہوسکتا ہی جو آپ کے ساتھ خدا تعالےٰ پر ایمان لاکر آپکی تمام باتون کو مان چکی ہین-

چونکہ دونون موقع نہایت مناسب تھے آپ نے فرمایا کہ دونون جگہ جاکر ذکر کرو جہان ہوجائے بہتر ہی-

عثمان بن مظعون کی زوجہ ایک عاقلہ اور سمجھدار عورت تھین اوّل صدیق اکبرؓ کے مکان پر گئین اور نہایت خوبی سے مدعا ظاہر کیا-جو خاندان رسول برحق پر جان فدا کرتا تھا اور آپ کے پسینہ کی جگہ اپنا خون بہانے کو تیار تھا اُسسے اس عزت کو نہایت خوشی سے قبول کرنے مین کیا انکار ہوسکتا تھا-لیکن چونکہ ابو بکرؓ اور رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم باہمی دوستی اور نہایت بڑھے ہوے ملاپ کی وجہ سے بھائی سمجھے جاتے تھے اور اس علاقہ سے عائشہؓ آپ کی بھتیجی ہوتی تھین-اس لئے عائشہؓ کا نکاح آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہوسکتا ہی یا نہین-اسی خیال سے کہا کہ عائشہ کے والد اب آجاتے ہین-انکو آنے دو وہ آئین تو جواب دین اُسیوقت ابو بکرؓ بھی گھر مین تشریف لے آئے اُن سے اسکا ذکر کیا تو ان کو بھی یہی خیال ہوا اور کہنے لگے کہ رسول اللہ صلعم تو میرے بھائی ہین عائشہؓ کا نکاح ان سے کیسے ہوسکتا ہی-

عثمان کی بی بیؓ نے یہ سب حال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت مین آکر عرض کیا آپ نے فرمایا کہ جاکر کہدو کہ بیشک ابو بکرؓ میرے اسلامی بھائی ہین-لیکن انکی لڑکی سے میرا نکاح ہوسکتا ہے کیونکہ وہ رشتہ کے حقیقی بھائی نہین

انھون نے جب ابوبکرؓ سے یہ کہا تو صدیق اکبر نے نہایت خوشی سے رشتہ منظور کیا اور فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب چاہین تشریف لے آئین نکاح کردیا جائیگا۔

اسوقت آنحضرت صلعم کی نبوت کو ظاہر ہوے دس برس ہوچکے تھے اور عائشہ کی عمر چھ سال کی تھی۔ شوال کا مہینہ تھا۔ آپ اور بعض خاص لوگ ابوبکرؓ کے مکان پر تشریف لائے اور اسلام کے قاعدہ کے مطابق سیدھا سادہ نکاح ہوگیا۔

یہ زمانہ عائشہؓ کے ایسے بیخبری اور بچپن کا تھا کہ انکو اس نکاح کی خبر بھی نہوئی اور یہ نہ معلوم ہوا کہ دین و دنیا کے سب سے بڑی برکت اور عزت جو کسی عورت کو ملسکتی ہے مجھکو حاصل ہوئی۔ اسی کم عمری کی وجہ سے رخصت[۱] ابھی ملتوی رہی۔

ابوبکرؓ کو جان نثار دوست اور خادم خاص ہونیکا علاقہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اگرچہ پہلے سے حاصل تھا مگر اس رشتہ اور تعلق سے ایک خاص عزت و امتیاز حاصل ہوگیا۔

سودہؓ کے پاس جو پیام گیا تھا وہ بھی منظور ہوگیا۔ اور نکاح ہوکر یہ آپ کے مکان پر بھی آگئین۔

اسکے بعد تین برس کے قریب سب لوگ مکہ مین رہا کیے پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کا واقعہ پیش آیا جو آپ کی زندگی کا ایک ممتاز واقعہ اور اسلام کے لیے ایک شاندار امر تھا جب آپ مدینہ مین جاکر اطمینان سے ٹھہر گئے تو زید[۲] بن حارثہ کو

---

[۱] اہل علم کی خدمت مین عرض ہی کہ مصلحتاً بنا کو رخصت سے تعبیر کردیا ہی ۱۲

[۲] ابورافع عباسؓ کے غلام تھے انھون نے آنحضرت صلعم کو دیدیا تھا جب عباسؓ کے مسلمان ہونے کی خوشخبری لائے۔ تو آنحضرتؐ نے انکو آزاد کردیا تھا زید بن حارثہ جب لڑکے تھے تو انکی والدہ انکو لیکر انکی ننہال مین گئی تھین وہان ڈاکو لوٹنے آئے تو زید کو اٹھا لیگئے اور بازار مین لاکر بیچڈالا خدیجہ کے بھتیجے نے چارسو درم کو خرید لیا اور خدیجہؓ کو لاکر دیا نکاح کے بعد خدیجہؓ نے آنحضرت صلعم کو دیدیا۔ انکے گھر والون کو خبر ہوئی

بقیہ صفحہ ۲۹ مین

ابورافع کے ساتھ دو اونٹ اور پانسو درہم خرچ کے لیے دیکر مکہ بھیجا کہ اپنی بی بی (ام ایمن) اور بیٹے (اسامہ) کو اور فاطمہ ع زہرا اور ام کلثوم آپ کی صاحبزادیون کو اور سودہ رضی اللہ عنہا کو (جنکے نکاح کا حال ابھی بیان ہوا ہی) مدینہ مین لے آئین - انھین کے ہمراہ ابوبکر رض کے بیٹے عبداللہ کو بھی مکہ مین بھیجا تاکہ سب کے ساتھ اپنی والدہ ام رومان اور اپنے بھائی عبدالرحمٰن اور عائشہ رض اور اسمٰا رض اپنی دونون بہنون کو مدینہ مین لے آئین -

مدینہ منورہ مین تشریف لانے کے سات مہینے بعد جبکہ عائشہ رض کی عمر نوسال کی تھی آنحضرت صلعم کے اشارہ پر شوال کے مہینے مین عائشہ رض کو رخصت کردیا گیا - اسکے بعد آنحضرت صلعم کی بابرکت صحبت مین اس اتفاق و محبت و اتحاد سے عائشہ کی عمر گذری کہ آپ کے حالات رسول اللہ صلعم کے حالات ہوگئے -

عرب کی عورتین پہلے خیال کے موافق شوال کے مہینے مین نکاح کو منحوس اور خاوند کے ناموافقت کا سبب سمجھتی تھین عائشہ رض انکا یہ غلط خیال دل سے نکالنے کے لیے فرمایا کرتی تھین کہ دیکھو میرا نکاح اور رخصت دونون باتین شوال ہی مین ہوئی مین اب تم ہی بتلاؤ کہ میرے سے زیادہ خاوند کا اتفاق و محبت کسکو نصیب ہوگا - اور سب بیبیون مین میرے سے زیادہ کسی سے بھی محبت و اُلفت ہی -

رسول اللہ صلعم کی محبت اور دوسرے حالات

کہ وہ لڑکا ہمارا مکہ مین ہے انکے باپ اور چچا آپ کی خدمت مین انکو لینے آئے آپ نے زید کو اختیار دیدیا کہ چاہے ہمارے پاس رہو خواہ اپنے گھر چلے جاؤ یہ چونکہ آپکے احسانات اور اخلاق کے شیدائی ہوچکے تھے گھر والون کے ساتھ نہ گئے آپکی خدمت مین رہنا پسند کیا آنحضرت نے انکو متبنی بنالیا اب انکو زید بن محمد کہنے لگے مگر خداتعالے نے قرآن مین حکم فرمادیا کہ اصلی باپ کے نام سے پکارو پہلے انکا نکاح آپ نے ام ایمن سے کیا انسے اسامہ پیدا ہوے پھر آپ نے زینب سے زید کے نکاح کے لیے کہا اول انھون نے انکار کیا مگر اللہ اور رسول کے حکم کو مقدم سمجھکر آخر نکاح کیا لیکن موافقت نہ ہوئی ایک سال کے بعد زید نے طلاق دیدی عدت گذر جانے کے بعد زینب سے رسول اللہ نے نکاح کرلیا کیونکہ متبنی یعنے (گی پالک) کی بی بی سے نکاح کرنے کی خداتعالے نے اجازت فرمائی ہی البتہ نسبی بیٹے کی زوجہ سے نکاح حرام ہی زینب کے نکاح کا حال بہت طویل ہی مختصر لکھا گیا ۱۲

اگرچہ مدینہ مین رہتے ہوے آنحضرت صلعم نے اور بھی کئی عورتون سے شادی کرلی تھی لیکن جو محبت عائشہ رض سے تھی وہ کسی بی بی سے نہ تھی۔ظاہری مراسم اور خوش معاملگی مین آپ سب بیبیون سے برابر پیش آتے تھے اور خدا سے عرض کرتے تھے کہ یا اللہ جو باتین میرے اختیار کی ہین انمین برابری کرتا ہون اور جو چیز اختیار کی نہین (یعنی دل کی محبت) اسمین میرا قصور معاف کرنا۔

بعض دفعہ سفر مین بھی عائشہ رض آپ کے ہمراہ ہوتی تھین کبھی آپ ہی کے اونٹ پر کبھی دوسری سواری مین۔

ایک دفعہ سفر مین جاتے ہوے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عائشہ کے اونٹ پر تھے اور باتین کرتے جاتے تھے۔ایک مقام پر اترے تو حفصہ[1] نے کہا کہ آؤ عائشہ رض تم ہمارے اونٹ پر سوار ہو جاؤ۔اور ہم تمھارے اونٹ پر جائین۔گو عائشہ رض بہت عقلمند تھین مگر نوعمر لڑکی تھین بلا سوچے جلدی سے اسکو منظور کرلیا چلتے وقت رسول اللہ صلعم اوسی معمولی اونٹ پر آکر سوار ہوے جسپر آج خلاف معمول حفصہ سوار تھین۔قافلہ چلدیا اور آپ راستہ مین انسے باتین کرتے رہے۔عائشہ کو حفصہ رض کی اس دل لگی اور ہنسی کی بات سے بڑا رنج ہوا اور اس اونٹ کے تبادلہ کو بہت ہی ناگوار سمجھکر سارے راستہ افسوس کرتی رہین کہ بڑا ہی دھوکا کھایا۔منزل پر اترے تو بیٹھکر رونے لگین اور بچون کیطرح گھاس مین ایڑیان رگڑ رگڑ کر اپنے آپ کو کوسنے لگین کہ یا اللہ مجھے بچھو کھا جائے یا سانپ ڈس جاے آپ نے تسلی کرکے انکو بہلادیا اور خوش کرکے حسب معمول اپنے اونٹ پر سوار کرالیا۔

جس سفر مین تیمم کا حکم نازل ہوا ہے۔اسمین بھی عائشہ ساتھ تھین اور یون سمجھو کہ انھین کی برکت سے خدا تعالیٰ نے مسلمانون کی آسانی کے لیے یہ احسان فرمایا ہے

[1] یہ عمر کی بیٹی ہین جب بیوہ ہو گئین تو ۳ سنہ ہجری مین رسول اللہ صلعم نے انسے نکاح کیا تھا یہ بھی نہایت عاقلہ تھین ۲۵ سنہ ہجری مین عائشہ رض سے ۱۲ سال پہلے انتقال ہوا ۱۲

کنٹھا (ہار) جسے وہ اپنی بہن اسماؓ سے مانگ کر لائی تھین گلے مین سے ٹوٹکر گر گیا آپنے دو آدمی تلاش کرنے کو بھیجے مگر کہین نہ ملا۔ اسمین صبح کی نماز کا وقت ہو گیا پانی کے لیے سب پریشان تھے۔ ابو بکرؓ نے آکر عائشہؓ کو خوب جھڑکا کہ تمھاری نادانی سے تمام لشکر کو تکلیف ہوئی اور ایسی جگہہ رکنا پڑا جہان پانی کا نشان نہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم لیٹے ہوے تھے عائشہؓ نے والد کے ادب اور آپکی بے آرامی کے اندیشہ سے دم نہ مارا تھوڑی دیر کے بعد خدا تعالےٰ نے قرآن کی وہ آیتین نازل فرمادین جنمین یہ حکم ہے کہ "جب تمکو پانی نہ ملے یا بیمار ہو تو مٹی سے تیمم کر لیا کرو" چلتے وقت جب عائشہؓ کا اونٹ اُٹھایا گیا تو وہین سے ہار بھی ملگیا۔

خانۂ کعبہ کے حج کے فرض ہونے کا حکم تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کے چھٹے سال ہی آگیا تھا لیکن آپ نے اپنی وفات سے کچھ ہی پہلے اسکو ادا کیا ہے جسکو حجۃ الوداع کہتے ہین۔ جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کا ایک قابل یادگار حال اور مذہب اسلام کے لیے دینی دنیوی فایدون سے بھرا ہوا سفر تھا۔ اِس کثرت سے مُسلمان اس مبارک سفر مین آپ کے ہمراہ تھے کہ حساب و شمار نہو سکتا تھا پھر بھی ایک لاکھ چوبیس ہزار آدمیون کا اندازہ کیا گیا ہی۔ اسمین آپ نے فرمادیا تھا کہ جو کچھ پوچھنا ہو پوچھ لو۔ شاید اس سال کے بعد پھر تم لوگون سے ملنا نہ ہو اس سفر مین عائشہؓ بھی آپ کے ہمراہ حج کرنے کو گئی تھین اور آپ کی دوسری بی بیان بھی۔

جیسے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو عائشہؓ سے نہایت الفت تھی۔ اسی طرح عائشہ کے دل و جان مین بھی آپ کی محبت اثر کیے ہوے تھی۔ جہان تک ہو سکتا تھا آپ کو راحت پہونچانے کا فکر کرتی تھین۔ اور خدمت مین مصروف رہتی تھین۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے عائشہؓ تمھارے

کھانے کے موقع پر کہتی ہو کہ محمدؐ کے رب کی قسم اور جب رنجیدہ ہوتی ہو تو ہمارا نام نہین لیتین بلکہ یون کہتی ہو کہ ابراہیم کے رب کی قسم۔ عایشہؓ نے عرض کیا کہ درست ہے لیکن رنج مین صرف آپکا نام چھوڑ دیتی ہون دلمین سے آپکی محبت نہین جاتی۔

ایک روز رات کو دیکھا کہ آپ بستر پر نہ تھے۔ عائشہ کو شبہ پیدا ہوا کہ آپ کسی دوسری بی بی کے مکان پر تشریف لے گئے چراغ تو تھا نہین ہاتھون سے ٹٹولنا شروع کیا تو انکے ہاتھ آپ کے قدمون پر پڑے۔ آپ نماز پڑھتے تھے اور سجدے مین پڑے تھے۔ تب تو عائشہؓ نے سانس بھر کر کہا کہ "ہا۔ ہم کس خیال مین ہین اور آپ کس حال مین"۔

خدا تعالےٰ کے حکم کے موافق ایک دفعہ آپ نے اپنی سب بی بیون کو یہ حکم سُنایا۔ اگر دنیاوی مال و متاع عیش و آرام کی ضرورت ہو تو ہم خوشی سے طلاق دیے دیتے ہین اور اگر خدا اور خدا کے رسول کی مرضی اور آخرت کی راحت چاہتی ہو تو دنیا کی تکلیفین اُٹھاؤ اور ہمارے نکاح مین رہو۔ سب سے پہلے یہ حکم آپ نے عائشہ کو سُنایا مگر انکی نوعمری اور ناتجربہ کاری کے اندیشہ سے فرمادیا کہ دیکھنا ماں باپ سے پوچھکر جواب دینا "کیونکہ آپ سمجھتے تھے کہ انکے والدین تو ہرگز جُدائی کی اجازت نہ دین گے اور یہ شاید اپنے لڑکپن اور ناتجربہ کاری سے جدائی کو پسند کرلین" لیکن آفرین ہے عائشہ کی سمجھ کو کہ اُنھون نے فوراً اچنبھے سے جواب دیا کہ یا حضرت بھلا آپ کے معاملہ مین بھی کسی سے پوچھنے کی ضرورت ہے مین اللہ کو اور اللہ کے رسول کو اور آخرت کو پسند کرتی ہون اور آپ کے فیض کا دامن چھوڑنا مجھے ہرگز گوارا نہین مگر ہان دوسری بی بیون سے میرا یہ جواب بتلائیے گا نہین۔

عائشہؓ کے کوئی اولاد نہین ہوئی۔ مگر اسکا انکو کچھ خیال اور رنج نہ تھا۔ کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی محبت مین انکو دوسری باتون کا خیال بھی نہ تھا

اور آپ کے ساتھ ایسی مشغول تھین کہ اس قسم کے خیالات انکو رنجیدہ نہ کرسکتے تھے چونکہ انکے بھانجے کا نام عبداللہ تھا۔ آنحضرت صلعم انکو کبھی ام عبداللہ (یعنے عبداللہ کی ماں کہکر بھی پکارتے تھے۔

زندگی بھر مین سب سے بڑی مصیبت جو عائشہ رض نے دیکھی وہ رسول اللہ صلعم کی وفات تھی۔ اٹھارہ برس کی عمر مین خاوند کا سر سے اُٹھ جانا کیسی مصیبت کی بات ہے اور پھر خاوند بھی کوئی معمولی نہین بلکہ نبیون کا پیشوا اور دین و دنیا کا سردار جنکا مثل نہ ہوا نہو گا جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو وہ مرض شروع ہوا جسمین آپ دنیا سے مفارقت کرنیوالے تھے تو ابتدا مین باری باری ہر بی بی کے مکان پر رہتے تھے۔ لیکن آخر کو سب بیبیون کو جمع کرکے فرمایا کہ تم خوشی سے اجازت دو تو مین عائشہ رض کے مکان مین مرض کے دن گذار دون۔ چونکہ سب وہی بات چاہتی تھین جسمین آپ کو آرام و راحت ملے۔ سب نے منظور کرلیا پھر دنیا سے رخصت ہونے تک آپ وہین رہے۔ اور عائشہ رض بھی تمام دنیا سے علاقہ چھوڑکر آپ کی خدمت مین مصروف ہوگئین انکو خبر ہی نہوتی تھی کہ کہان دن ہوا اور کدھر رات۔ ہر وقت آپ کے پاس حاضر تھین۔

نہایت فخر سے کہا کرتی تھین کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو آپ میرے سے سہارا لگائے ہوے لیٹے تھے۔

عائشہ رض جنکے نازک اور پاک دل نے آج تک کوئی بڑا صدمہ دیکھا ہی نہ تھا۔ آپکی وفات کی مصیبت سے بالکل حیران رہگئین سمجھ ہی مین نہ آتا تھا کہ کیا کرین لیکن اُس قدرتی دانائی اور عقل سے کام لیکر جو خدا نے انکو بہت فیاضی سے عطا کی تھی صبر کیا اور دل کو سنبھالا۔

جبتک زندہ رہین اس صدمہ کو دل مین رکھا دل سے جسقدر یاد کرتی ہون گی اسکا حال تو خدا ہی کو معلوم ہے مگر زبان سے بھی موقعہ موقعہ پر ہر ہر بات مین آپ ہی

کا ذکر کرتین۔ اور آپ کو یاد کرتی تھین اور ایسے خاوند کو کس طرح یاد نہ کرتین جسکو یاد کرنا ہر ایک کے لیے دنیا اور آخرت کی بھلائی کا سبب ہی اللھم صل علی سیدنا محمد وآلہ وصحابہ و ازواجہ وسلم۔

آپ کی وفات سے دو ہی برس بعد اپنے والد یعنے ابو بکر صدیق رضؓ کی موت کا ناگوار صدمہ اُٹھانا پڑا۔ اور گو زندگی کا لطف تو اب کیا رہا تھا لیکن خدا تعالی نے مسلمانون کو علم کا فیض پہونچانے کے لیے بہت دنون انکو زندہ رکھا۔ بڑے بڑے صحابہؓ آکر انسے مشکل مسائل پیش کرتے اور نہایت اطمینان اور تشفی کا جواب پاتے تھے۔

جس زمانہ مین حضرت عثمانؓ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے تیسرے خلیفہ) شہید ہوگئے اور حضرت علی خلیفہ ہوئے تو عثمانؓ کے قاتلون کو گرفتار کرنا اور اُنسے بدلا لینا اسوقت مشکل ہو رہا تھا بعض آدمیون کو شبہہ ہو گیا کہ علیؓ خود اُنکو بچانا چاہتے ہین انھین قاتلون کو علیؓ سے طلب کرنے اور سزا دلانے کے لیے بعض لوگ عائشہؓ کو مدینہ سے اونٹ پر سوار کر کے علیؓ کے پاس کوفہ مین لے گیے۔ وہان درمیان کے فساد کرنیوالونکی تدبیر سے ایسا اتفاق ہوا کہ باہم جنگ کی صورت پیدا ہو گئی۔ اور جنگ جمل کا واقعہ مشہور ہو گیا۔ آخر کو حضرت عائشہ کی سواری کا اونٹ جسپر وہ سوار تھین گرفتار ہو گیا۔ اور علیؓ کے لشکر مین لایا گیا اور حضرت علیؓ نے نہایت عزت کے ساتھ ان کو مدینہ مین واپس بھیجدیا۔

عائشہ رضی اللہ عنہا کی وفات

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حیات کا زمانہ تو عائشہؓ کے لیے نہایت مبارک زمانہ اور خوشی کا وقت تھا۔ آپ کے بعد جو عمر گذری اسمین بہت سے رنج دیکھے۔ مسلمانون کے باہمی جھگڑے۔ اور دنیا مین طرح طرح کی خرابیان دیکھکر انکے دل کو صدمہ

... اور صبر کیا۔ یہان تک کہ رسول اللہ صلعم
سے سینتالیس برس پیچھے جب زمانہ مین امیر معاویہ رض خلافت کر رہے تھے۔ انکو بھی اُس ہمیشہ رہنے والے عالم کا سفر پیش آیا۔ رمضان المبارک مین جبکہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ہجرت کو ستاون برس گذر چکے تھے طبیعت علیل ہو گئی اور سہ شنبہ کی رات مین سترہوین رمضان کو چھیاسٹھ برس کی عمر مین اس چھوڑنے کے قابل دنیا کو چھوڑ دیا۔

گو انکے انتقال سے سب ہی مسلمانون کو غم اور صدمہ ہوا۔ لیکن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے جو صحابہ اس وقت موجود تھے انکو نہایت زیادہ رنج ہوا کیونکہ وہ لوگ انکو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی یادگار اور نشانی سمجھتے تھے اور دین کے بڑے بڑے کامون مین انسے مدد لیتے تھے۔

غسل و کفن کے بعد جنازہ باہر لا کر رکھا گیا۔ اور حضرت ابوہریرہ رض[1] نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور چونکہ بقیع مین دفن کرنے کی وصیت کی تھی وہین قبر تیار کی گئی اور آپ کے بھانجے اور بھتیجون نے قبر مین اُتر کر انکو دفن کیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

عائشہ کا علم و فضل

حضرت عائشہ رض کی فضیلت اور بزرگی کے لیے یہی کافی ہی کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت و صحبت مین نو برس رہین اور سب سے زیادہ آپ کو محبوب تھین عمرو[2] بن العاص نے پوچھا کہ یا رسول اللہ (صلعم) آپکو سب سے زیادہ عورتون مین کون

[1] ابوہریرہ رض نہایت مشہور صحابی ہین ہجرت کے ساتوین سال آکر مسلمان ہوے اور پھر ہمیشہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ رہے یہ حدیثین سنتے اور یاد کرتے کھانے پینے کا کچھ فکر نہ تھا کہین سے ملگیا تو کھا لیا ورنہ خیر سنہ ۵۹ ہجری مین وفات ہوئی ایک بلی کا بچہ پال لیا تھا اسلئے آپکو ابوہریرہ (بلی والے) کہتے تھے ۱۲

[2] یہ مشہور صحابی ہین سنہ ۸ ہجری مین مسلمان ہرے تھے حضرت عمر رض کے زمانہ مین مصر انھون نے فتح کیا ہی اور معاویہ رض کی خلافت تک وہین حاکم رہے امیر معاویہ رض کے خاص مددگار تھے۔ ۹۰ سال کی عمر مین سنہ ۴۳ ہجری مین وفات ہوئی انکے بیٹے عبداللہ نہایت عابد زاہد مشہور صحابی تھے ۱۲

محبوب ہی فرمایا عائشہؓ - پوچھا کہ مردون مین - فرمایا کہ انکے والد ابو بکرؓ -

وہ علم جسکی بزرگی دنیا مین سب سے زیادہ ہی عائشہؓ اُس سے مالامال تھین دنیا بھر مین آپ سے زیادہ عالم کوئی عورت ہوئی نہ ہوگی - اگر تمام دنیا کی عورتون کے علم کو ملائیے تو رسول اللہ صلعم کی بیبیون کا علم اس سے زیادہ رہیگا - اور اگر آپ کی تمام بیبیون کے علم کو ایک جگہ کرین تو عائشہؓ کا علم اس سے بڑھا رہیگا - بڑے بڑے صحابہ مین (جو علم کے کمال مین اول درجہ کے سمجھے جاتے تھے) جب کسی مسئلہ مین بحث آپڑتی اور باہم فیصلہ نہوتا تو سب عائشہؓ کی طرف رجوع کرتے اور انکے تحقیق سے بھرے ہوئے فیصلہ کو سب نہایت خوشی سے مانتے اور اگرچہ ادب و عزت کرنے کے لیے انکو ام المومنین (یعنے مومنون کی مان) ہونے کی فضیلت کفایت کرتی تھی - لیکن اس علمی خصوصیت کی وجہ سے سب صحابہ انکا نہایت ہی احترام و تعظیم کرتے تھے -

بعض مشکل مسایل مین بڑے بڑے اہل علم وفضل صحابہؓ سے انکی راے علیحدہ ہوتی تھی اور اپنی بات کو زبردستی یا بزرگی سے منوانا نہ چاہتی تھین - بلکہ خوبی کے ساتھ قرآن وحدیث سے دلیل پیش کرتی تھین چنانچہ اس مسئلہ مین حضرت عمرؓ سے اختلاف تھا کہ رشتہ دارون کے رونے چلانے سے میّت کو عذاب ہوتا ہی - یا نہیں[1] -

عطا[2] کہتے ہین کہ عائشہ کی راے سب سے عمدہ ہوتی تھی اور وہ سب سے زیادہ سمجھدار تھین عروہؒ کہتے ہین کہ عائشہؓ سے زیادہ سمجھدار کوئی فقہ مین تھا نہ طب مین نہ شعر مین

---

[1] عمرؓ فرماتے تھے کہ ہوتا ہی - عائشہؓ کہتی تھین کہ اگر رشتہ دار ماتم کرین چلادین تو مردہ کی کیا خطا ہی عذاب جب ہوتا ہی کہ زندگی مین وہ شخص رونے چلانے کو پسند کرتا ہو یا رشتہ دارون سے کہہ گیا ہو کہ مجھکو اسطرح رونا ۱۲

[2] عطا اور عروہ دونون مشہور تابعی اور جلیل القدر عالم ہین انکے علم وفضل کی کچھ انتہا نہ تھی عروہ حضرت عائشہ کے بھانجے بھی ہوتے ہین انکے والد کا نام زبیرؓ تھا جو رسول مقبول صلعم کے پھوپھی زاد بھائی تھے - تابعی اس شخص کو کہتے ہین جسنے رسول اللہ صلعم کو نہ دیکھا ہو - مگر آپ کے دیکھنے والون کو دیکھا ہو ۱۲

عائشہ نے رسول اللہ صلعم کی بارہ سو حدیثین بیان کی ہین۔ بہت سے نامی گرامی صحابہ اُنسے سُنکر حدیثین بیان کرتے ہین چنانچہ حضرت عمرؓ اور ان کے بیٹے عبد اللہ ابوہریرہؓ مشہور صحابی۔ ابو موسیٰؓ اشعری۔ رسول اللہ صلعم کے چچا زاد بھائی عبد اللہ ابن عباسؓ۔ سائب بن یزید۔ زید بن خالد وغیرہ مشہور صحابہ (رضی اللہ عنہم) حدیث مین انکے شاگرد ہین۔

علم کے ساتھ ذہانت حاضر جوابی۔ فصاحت اور تقریر کی عمدگی کے جوہر بھی موجود تھے حدیث کی کتابون مین چند موقعون پر انکی تقریر بیان ہوئی ہے جس سے انکی پوری ذہانت و فصاحت اور تقریر کی صفائی ظاہر ہوتی ہے۔

نکاح سے کچھ روز بعد ایک دن عائشہؓ گڑیون[1] سے کھیل رہی تھین۔ رسول اللہ صلعم نے ایک کپڑے کی بنی ہوئی چیز کی طرف اشارہ کرکے پوچھا کہ عائشہؓ یہ کیا چیز ہے عائشہؓ نے عرض کیا کہ حضرت یہ گھوڑا ہے اور یہ اسکے پر ہین۔ آپ نے ہنسکر فرمایا کہ گھوڑے کے پر بھی ہوتے ہین؟ عائشہؓ نے جواب دیا کہ سلیمان (علیہ السلام) کے گھوڑون کے بھی تو پر تھے۔ آپ اس بھولے پن کے جواب کو سُنکر اور انکی حاضر جوابی سے خوش ہوکر خاموش ہو رہے۔

علم و عقل کی دولت کے ساتھ عمل کا ذخیرہ بھی کچھ کم نہ تھا۔ رسول اللہ صلعم کی حیات مین تو انکا زمانہ بھی نوعمری کا تھا اور تمام دنیا کی عبادتون سے بڑی عبادت سرورِ کائنات کی خدمت کو سمجھتی تھین۔ اسلیے ضروری عبادت ادا کرنے کے بعد آپ کی خدمت مین مصروف رہتی تھین۔ لیکن آپ کی وفات کے بعد عائشہ عبادت مین ایسی طرح لگین کہ تمام عمر عبادت ہی مین گذار دی ذراسی خطا ہوجاتی تو برسون شرمندہ رہتین۔ بھتیجے کی موت کے صدمہ مین اسکی قبر پر فاتحہ پڑھنے چلی گیئن۔ پھر ساری عمر

[1] مسئلہ۔ گڑیون سے کھیلنا جایز ہے جبکہ اسمین آنکھ ناک نہ بنائی گئی ہو۔ ۱۲

... ہوئی رسول اللہ صلعم نے عورتون کو قبرون پر جانے سے منع فرمایا ہی - مین نہ جاتی تو اچھا ہوتا -

کس کس بات کو بیان کیا جاے رسول اللہ صلعم کی عنایت اور ہمنشینی کی برکت نے ساری ہی خوبیان عائشہ رض مین جمع کردی تھین - دنیا کی طرف سے اسقدر بے رغبتی اور لاپروائی تھی کہ کبھی کوئی سامان اور ذخیرہ کرنا جانتی ہی نہ تھین -

عروہ کہتے ہین کہ ایک دفعہ عائشہ رض نے ستر ہزار درم خیرات مین خرچ کر ڈالے لیکن کپڑے جو پھٹے اور پیوند لگے ہوے تھے انکو نہ بنایا -

ایک مرتبہ روزے سے تھین - اسی دن انکے بھانجے عبداللہ[۱] نے ایک لاکھ درہم بھیجدیے - کچھ رشتہ دارون کو کچھ مسکین محتاج فقیرون کو دیکر ایک پیسہ بھی نہ رکھا لونڈی نے عرض کیا کہ رات کے واسطے ایک پیسہ گوشت کے لیے تو رکھ لینا تھا فرمانے لگین کہ مجھے کچھ خیال نہ رہا اگر تو یاد دلاتی تو رکھ لیتی -

یہ حالت تھی اور پھر بھی انتقال کے قریب کہتی تھین کہ کیا خوب ہوتا کہ مین ایک ڈھیلا ہوتی - ہاے کیا اچھا ہوتا کہ مین ایک پودا[۲] ہوتی کہ لوگ کاٹ کر پھینکدیتے کبھی کہتی تھین کہ دنیا مین کوئی بھی مجھے نہ جانتا - یا مین پیدا ہی نہ ہوتی تو بہت اچھا ہوتا -

حضرت ام سلمہ رض[۳] کو جب انکی وفات کی خبر پہونچی تو کہنے لگین کہ خدا رحمت کرے اس عورت پر جو ابوبکر کے سوا سب سے زیادہ محبوب تھی رسول اللہ کو صلی اللہ علیہ وآلہ وصحابہ وازواجہ اجمعین فقط

---

۱ عبداللہ بن زبیر صحابی ہین انمین اسقدر فضیلتین جمع ہین کہ کسی مین کم ہون گی جب پیدا ہوے تو انکو لاکر رسول اللہ صلعم کی گود مین رکھا آپ نے کھجور چبا کر انکے منہ مین ڈالی سب سے پہلے آپ کا لعاب مبارک انکے پیٹ مین گیا انکے نانا ابوبکر رض نے کان مین اذان دی رسول اللہ صلعم انکے خالو - عائشہ خالہ - رسول اللہ صلعم کی پھوپھی صفیہ انکی دادی - ابوبکر انکے نانا انکے والد زبیر عشرہ مبشرہ مین داخل خود عابد زاہد حق معاملہ مین کسی سے نہ ڈرنے والے - شہادت کا درجہ پانیوالے آٹھ حج کرنیوالے - انکو خلافت کی طمع نہ تھی مگر لوگون نے مجبور کرکے انکو ۶۴ھ ہجری مین خلیفہ بنالیا ۷۳ھ ہجری مین حجاج بن یوسف ظالم نے انکو مکہ مین قتل کیا اور سولی پر لٹکا دیا انکے والد زبیر رسول اللہ صلعم کے خاص صحابی اور پھوپھی زاد بھائی تھے آپ نے انکو زندگی مین جنت کی بشارت دی تھی - احد کی لڑائی مین جب اکثر مسلمان متفرق ہوگئے اسوقت آنحضرت صلعم کے ساتھ برابر جمے رہے - جزاہم اللہ خیرا -

۲ چھوٹے اور نئے اگے ہوے درخت کو پودا کہتے ہین -

۳ یہ بھی رسول اللہ صلعم کی بی بی ہین پہلے ابوسلمہ صحابی کے نکاح مین تھین انکے انتقال کے بعد ۴ھ ہجری مین آنحضرت سے نکاح ہوا ۵۹ھ ہجری مین عائشہ سے دو برس بعد چوراسی برس کی عمر مین انکی بھی وفات ہوگئی -

بضعۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

یعنی

جگر گوشۂ رسول اللہ صلعم فاطمہ رض کے حالات

فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی اور کربلا کے میدان مین جان دینے والے مظلوم شہید کی والدہ ہین - انسے بڑی بہنین اور تھین - زینب رض - رقیہ رض - ام کلثوم رض جس وقت یہ پیدا ہوئین رسول اللہ کی عمر پینتیس سال[1] سے کچھ زیادہ تھی - اور وہ زمانہ تھا کہ قریش کے لوگ خانۂ کعبہ کو از سر نو بنا[2] رہے تھے اور آنحضرت صلعم کی نبوت مین پانچ سال کی دیر تھی -

رسول اللہ جیسے باپ کے سایہ مین اور خدیجہ رض جیسی مہربان اور عاقلہ والدہ کی گود مین

---

[1] ایک قول یہ ہے کہ فاطمہ کی پیدائش نبوت کے ایک سال بعد ہوئی جبکہ آنحضرت صلعم کی عمر ۴۱ سال تھی ۱۲

[2] خانہ کعبہ حضرت آدم سے پہلے فرشتون نے بنایا - پھر اسکا نشان مٹ گیا تو خدا تعالی کے بتلانے سے آدم علیہ السلام نے بنایا پھر انکی اولاد مرمت کرتی رہی نوح علیہ السلام کے طوفان مین غرق ہو گیا اور نشان نرہا ابراہیم کے زمانہ مین خدا نے انکو حکم دیا انھون نے اپنے بیٹے اسمعیل کو ساتھ لیکر بنایا پھر ہمیشہ لوگ مرمت کرتے رہے آنحضرت صلعم کی نبوت سے پہلے جب آپ کی عمر ۳۵ سال تھی لوگ خوشبو جلا رہے تھے پردون مین آگ لگ کر کعبہ جل گیا - لوگون نے حلال مال کا چندہ جمع کیا اور کعبہ کو بنایا آنحضرت صلعم بھی اس تعمیر مین شریک تھے اسی زمانہ مین فاطمہ رض پیدا ہوئی ہین اسکے بعد حضرت عبداللہ بن زبیر رض نے درست کر کے بنایا - حجاج ظالم نے انکو شہید کر دیا تو خانہ کعبہ کو بھی توڑ کر بنایا

جواب موجود ہے ۱۲

بہنون کے ساتھ پرورش پاتی رہین۔ انکو پانچوان سال شروع ہوا تھا کہ آنحضرت صلعم
کی نبوت کا وہ نور خدا نے چمکا دیا جس سے ایک دن تمام جہان روشن ہوگیا آپ اپنے کام
مین مشغول تھے اور خدا ے وحدہٗ لاشریک لہٗ کے نام کی منادی کرتے تھے۔

فاطمہ خدیجہؓ کے پاس رہتی تھین۔ جب خدیجہؓ کا انتقال ہوا تو انکی عمر چودہ برس کے قریب تھی۔ اسکے تین برس بعد ظاہر مین دشمنون کی تکلیف سے تنگ آکر اور حقیقت مین خدا کے حکم کو بجا لانے کے واسطے رسول اللہ صلعم نے اس پیارے وطن (مکہ شریف) کو چھوڑ دیا جس مین آپ کی عمر کے ترپن برس گذر چکے تھے۔

مدینہ منورہ تشریف لیجا کر اطمینان سے ٹھہرنے کے بعد آپ نے اسامہؓ بن زید اور ابو رافع کو بھیجکر سب اہل وعیال کو مکہ سے مدینہ بلا لیا۔ جنمین فاطمہؓ بھی تھین

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی

اب چونکہ فاطمہؓ کی عمر شادی کے مناسب ہوگئی تھی۔ اسلیے آنحضرت صلعم کو خیال تھا۔ ابو بکرؓ نے ایک مرتبہ اپنی شادی کے لیے آنحضرت صلعم کی خدمت مین عرض کیا تھا مگر آپ نے فرما دیا تھا کہ فاطمہؓ ابھی کم عمر ہے۔ بڑی ہوگی تو دیکھا جائے گا۔ اسی طرح عمرؓ نے اپنے لیے ذکر کیا تو انکو بھی ٹالدیا تھا۔ علیؓ جو ہمیشہ سے آپ کے یہان اپنے بچّون کی طرح رہتے تھے۔ اور خدیجہؓ کے بعد سب سے پہلے مسلمان ہونے کی عزّت حاصل کر چکے تھے۔ آپ کے تشریف لانے کے تین روز بعد مدینہ مین آگئے تھے۔ انکی بھی شادی ابھی تک کہین نہین ہوئی تھی۔ حضرت عمرؓ ہی نے علیؓ کو مشورہ دیا کہ تم اپنے نکاح کے لئے رسول اللہ صلعم سے عرض کرو میرے اور ابو بکرؓ کے لیے تو آنحضرتؐ کی راے نہین معلوم ہوتی۔ ام ایمنؓ نے بھی یہی کہا کہ تم فاطمہؓ کے لئے ضرور عرض کرو۔ انھون نے جواب دیا کہ جب آپ نے ابو بکرؓ اور عمرؓ کے رشتہ کو قبول نہین کیا تو مجھ سے

سے قبول کر لیجئے۔ ام ایمن نے کہا کہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رشتہ دار ہو چچازاد بھائی ہو اور ابوطالب کے بیٹے ہو تمہارا ضرور خیال کرینگے۔

ان لوگون کے سمجھانے سے علیؓ کو بھی مناسب معلوم ہوا اور اسی ارادہ سے آنحضرت صلعم کی خدمت مین حاضر ہوئے۔ لیکن باوجود نہایت شفیق اور خلیق ہونے کے رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اور رعب ایسا تھا کہ جب آپ خاموش ہوتے تھے تو کوئی نہ بول سکتا تھا۔ علیؓ اپنے مطلب کو دل مین لیے ہوئے بیٹھے تھے۔ بار بار ارادہ کرتے تھے کہ عرض کرین مگر ہمت نہ پڑتی تھی۔ تھوڑی دیر کے بعد آنحضرت صلعم نے خود ہی فرمایا کہ ای علیؓ کیسے بیٹھے ہو کیا کوئی کام ہی؟ یہ اور شرمندہ خاموش ہو گئے۔ تب آپ ان کی حالت اور قرینے سے انکا مطلب پہچان گئے۔ اور بہت شفقت سے فرمایا کہ وہ کیا فاطمہؓ کی نسبت کے خیال سے آئے ہو؟ انھون نے عرض کیا کہ بیشک اسی لیے حاضر ہوا ہون تب آپ نے فرمایا کہ بہتر ہی۔ لیکن یہ بتلاؤ کہ کچھ مہر مین دینے کو بھی ہی یا نہین۔ انھون نے فرمایا کہ کچھ بھی نہین میرے پاس صرف ایک گھوڑا ہی اور ایک زرہ۔ آپ نے فرمایا کہ گھوڑے کی تو تمکو ضرورت زیادہ رہتی ہی البتہ زرہ بیچ ڈالو علیؓ زرہ کو بیچکر لے آئے اُسی روپیہ مین سے کچھ تھوڑی سی خوشبو وغیرہ فاطمہؓ کے لیے منگالی گئی۔

آپ نے انسؓ[1] کو فرمایا کہ جاؤ ابوبکرؓ عمرؓ اور طلحہؓ[2] و زبیرؓ اور انصار لوگون کو بلالاؤ۔

---

[1] انسؓ آنحضرت صلعم کے صحابی اور خاص خادم ہین۔ نو دس برس کی عمر تھی جب آپ کی خدمت کے لیے انکی والدہ نے انکو مقرر کر دیا دس برس خدمت کی آپ کی وفات کے بعد بصرہ مین جا رہے تھے سو برس کے قریب عمر پاکر ۹۱ھ مین وفات پائی حدیث مین انکے ہزارون شاگرد ہین آنحضرت صلعم کی دعا کی برکت سے انکے ایک سو بیس کے قریب اولاد تھی ۱۲

[2] طلحہ اور زبیر وہ مشہور صحابی ہین جن دس آدمیون کو آنحضرت نے جنت مین جانے کی خوشخبری زندگی مین دیدی تھی ایک دو یہ بھی ہین دونون کی عمر ۶۴ سال ہوئی اور ۳۶ ہجری مین دونون کی وفات ہوئی تمام جہادون مین آنحضرت کے ساتھ رہے احد کی لڑائی مین طلحہؓ نے اپنے دونون ہاتھ چہرۂ مبارک کے سامنے کرکے تیرون کو روکا جس سے انکے ہاتھ چھلنی ہو گئے۔ زبیر آنحضرت کے پھوپھی زاد بھائی بھی ہوتے ہین ۱۲

جب سب لوگ جمع ہو لئے تو آپ نے بہت اچھا خطبہ پڑھا جسمین خدا تعالیٰ کی تعریف اور نکاح کا ذکر تھا۔ خطبہ ختم کرکے آپ نے فاطمہؓ کا نکاح علیؓ سے کر دیا اور چار سو مثقال[1] چاندی مہر مقرر فرمایا اور ایک چھوہارون سے بھرا ہوا طباق لوگون مین لٹا دیا۔ مدینہ مین آنے کے دوسرے سال رمضان المبارک مین یہ مبارک نکاح ہوا۔

جس گھر مین صبر و شکر ہی کا سہارا ہو اور مہینون چولھے مین آگ بھی نہ جلتی ہو وہان شادی کے لیے کیا سامان ہوتا اور خدا کے جس برگزیدہ بندہ نے دنیا کی طرف رُخ ہی نہ کیا ہو اور فقر و فاقہ ہی کو اپنے لیے دولت اور عزت سمجھا ہو اسکے یہان بیٹی کے جہیز مین دینے کو کیا نکلتا جسنے دین و دنیا کا سردار ہو کر بھی اپنی عمر ایک چٹائی پر لیٹ کر کاٹ دی ہو جس سے اُسکے نرم و نازک بدن مین نشان پڑ جاتے ہون جسکی تعلیم یہ ہو کہ دنیا مین اپنے آپ کو مسافر سمجھو وہان ایسی پیاری بیٹی کی شادی مین بھی کیا زیب و زینت کیجاتی۔

جہیز کیا تھا۔ ایک چادر۔ ایک تکیہ جسمین چھال بھری ہوئی تھی۔ اور دو مشکیزے اور چکّی۔ فاطمہؓ گو نبیؐ زادی تھین۔ لیکن آخر نو عمر لڑکی تھین۔ جب انھون نے سُنا کہ میرا نکاح اس طرح ہو گیا کہ اور سامان تو کیا ہوتا مہر دینے کے لیے بھی خاوند کو زرہ بیچنی پڑی تو رونے لگین۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بیٹی روتی کیون ہو۔ یہ کیسی بڑی بات ہے کہ مین نے تمھاری شادی ایسے شخص سے کر دی ہے جو دنیا مین بھی سردار ہے اور آخرت مین بھی دنیا مین بے سامان رہکر گذار دو پھر آخرت مین تم جنت کی عورتون کی سردار ہو گی۔

مدینہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا اصلی وطن تو تھا ہی نہین۔ آپ اور آپ کے ساتھ مکہ سے آنے والے لوگ سب مسافر تھے۔ انصار[2] نے جو کچھ مکان دیدئے تھے

---

[1] جسکے ماشہ ۱۵ روپیہ کلدار ہوتے ہین ۱۲

[2] مدینہ کے جن لوگون نے بیعت ہو کر رسول اللہ صلعم کو مدینہ مین بلایا اور آپکی خدمت و مہمانداری کی تھی انکو انصار کہتے ہین اور جو لوگ وطن چھوڑ آپ کے ساتھ مدینہ مین آرہے تھے انکو مہاجرین کہتے ہین ۱۲

یا کسی نے خرید لیا تھا۔ انھین مین رہتے تھے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابھی تک ابوایوب[1] انصاریؓ کے مکان مین ٹھہرے ہوے تھے۔ جب فاطمہؓ سے نکاح ہو گیا تو علیؓ نے کرایہ پر ایک مکان لے لیا۔ اسیمن رہنے لگے۔ رسول اللہ صلعم سے عرض کیا کہ اگر آپ حارثہؓ (بن نعمان) سے فرمادین تو بہتر ہو اُن کے مکان مین ہمکو آرام ملیگا آپ نے فرمایا کہ مجھے اُن سے کہتے ہوے حیا آتی ہے کہین یہ خبر حارثہ کو بھی پہونچ گئی۔ انھون نے آپ کی خدمت مین حاضر ہو کر عرض کیا کہ یا حضرتؐ جن کے لیے مکان کی ضرورت ہے (یعنے فاطمہؓ اور علیؓ) وہ مجھ کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز ہین۔ مکان حاضر ہے آپ نے ان کی اس مروت اور ہمت پر دعا فرمائی حارثہ نے اپنا ایک مکان علیؓ کے لیے خالی کر دیا اور وہ فاطمہؓ کو لیکر اسیمن رہا کیے۔

اتنا مقدور تو اس زمانہ مین اس مبارک اور پاک خاندان کو کہان تھا کہ کاروبار کے لیے نوکر رکھتے یا لونڈی غلام ہوتے علیؓ نے آنحضرت صلعم کے اشارہ کے موافق اپنی والدہ سے (جنکا نام فاطمہ بنت اسد تھا) کہدیا تھا کہ کھانا وغیرہ پکانا اور گھر مین کے کام رسول اللہ صلعم کی بیٹی کرتی رہین گی۔ پانی وانی لانا باہر کے کام تم کر دینا۔

سننے والون کو تعجب ہوگا کہ رسول اللہ صلعم کی بیٹی اپنے ہاتھ سے چکی پیستی تھین بیشک ان خدا کے خاص بندون نے اپنی عمر اسی طرح تمام کر دی۔ دنیا کی تکلیفون کو وہ لوگ چند روز خیال کرتے تھے اور یہان کی عیش و عشرت کو کبھی آنکھون مین نہ لاتے تھے۔ انکے ایمان مین قوت تھی جن نعمتون کا خدا نے ان سے وعدہ کیا تھا وہ گویا انکو اپنی آنکھون سے دیکھ رہے تھے اور یہ تھوڑے دنون کی تکلیف انھون نے ایسی گذار دی جیسے رات کے انتظار

[1] ابوایوب انصاری مشہور صحابی ہین پہلے زمانہ کے عالمون کی اولاد مین تھے آنحضرت صلعم مدینہ آکر اول انھین کے مکان مین سات مہینے تک رہے آپ کی وفات کے بعد یہ علیؓ کے ہر جگہ ساتھ رہے ایک دفعہ جہاد مین قسطنطنیہ گئے تھے وہین انتقال ہو گیا وہان انکی قبر بہت مشہور ہے ۱۲ [2] مدینہ کے رہنے والے صحابی تھے ۱۲

اور افطار کی خوشی مین روزہ دار صبر کے ساتھ روزہ پورا کرتا ہے۔

چکی پیستے پیستے فاطمہ رضؓ کے نرم ہاتھون مین گھٹے پڑ گئے اور چولھے کی آنچ سے چہرہ کی رونق جاتی رہی۔ مگر انھون نے کبھی اسکا خیال بھی نہ کیا۔ البتہ علیؓ کو اسکا بڑا ملال تھا۔

رسول اللہ صلعم کے پاس ایک دفعہ کچھ لونڈی غلام آئے تھے۔ اور آنحضرت صلعم اپنے صحابہ کو دیتے تھے۔ علیؓ نے فاطمہ رضؓ سے کہا کہ تم بھی جاکر کہو کہ کوئی لونڈی غلام ہمکو بھی دیجئے کہ کام کاج کی محنت سے چھوٹ جائین۔ فاطمہ رضؓ اسی ارادہ سے آپ کے پاس گیئن مگر آپ اسوقت مکان پر نہین ملے عائشہ رضؓ سے کہکر چلی آئین آپ گھر مین تشریف لائے تو عائشہ رضؓ نے ذکر کیا کہ فاطمہ رضؓ آئی تھین۔ لونڈی غلام کی ضرورت ہے آنحضرت صلعم عشا کے بعد فرصت پاکر فاطمہ رضؓ کے مکان پر تشریف لے گئے اور بیٹھکر فرمایا کہ فاطمہ رضؓ تم میرے پاس خدمتگار کے لیے گئی تھین لونڈی غلام اور خدمتگار تو دنیا مین آرام دیتا ہی تمکو ایسی اچھی بات تبلائے دیتا ہون جو آخرت مین نفع دینے والی ہو۔ جب سونے لگو تو تینتیس تینتیس مرتبہ سبحان اللہ اور الحمد للہ اور چونتیس مرتبہ اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ سعادتمند بیٹی اور نیک بخت داماد نے اس سچے مشفق کا کہنا دل سے قبول کیا اور سخت سے سخت اندیشہ اور فکر کی رات مین بھی اس وظیفہ کو ناغہ نہ ہونے دیا اور خدمتگار کے ملنے نہ ملنے کا کبھی دل مین خیال بھی نہ لائے یہ تھی اُس مقبول نبی کی تعلیم کہ ہر جگہہ آخرت کو دنیا پر مقدم رکھنا سکھلایا جاتا تھا۔ اور اپنے اور اپنے عزیزون کے لیے بھی وہی بات پسند کیجاتی تھی جسکی دوسرون کو نصیحت ہوتی تھی۔ یہ نہین کہ خود چین سے رہین اور دوسرون کو دنیا چھوڑنے کی ہدایت ہو۔ بیٹی سے نہایت محبت تھی۔ اور اسکی تکلیف سے آپ کو تکلیف ہوتی تھی اور غلام لونڈی دیکران کو محنت سے بچا دینے کی طاقت بھی تھی مگر اس دنیا کے دُکھ درد کو جھیلنا ہی انکے لیے اس عالم کے عیش اور بھلائی کا سبب خیال فرمایا ہزارون درود و سلام ہون ایسے سچے نبی اور اُن کی آل واصحاب پر۔

حضرت علی اور فاطمہ مین نہایت محبت اور اتفاق تھا۔ چونکہ یہ رسول اللہ صلعم کی صاحبزادی تھین اسلیے علی انکا ایک قسم کا ادب بھی کرتے تھے اور وہ اپنے واجب التعظیم خاوند کی پوری طرح سے فرمان برداری کرتی تھین۔

ایک روز رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاطمہ کے یہان تشریف لیگئے۔ علیؓ کو گھر مین نہ دیکھا تو آپ نے پوچھا۔ فاطمہؓ نے کہا کہ کچھ خفا ہو کر باہر چلے گئے ہین آپ نے آکر تلاش کیا تو مسجد مین لیٹے ہوئے تھے اور چادر زمین پر گر کر مٹی مین بھر گئی تھی آپ نے پاس جاکر نہایت مہربانی سے فرمایا کہ اے ابو تراب اٹھو" اے ابو تراب اٹھو انکو اٹھا کر مکان پر لیگئے اور رنجش دور کرادی۔ جب ہی سے انکو ابو تراب یعنی مٹی (زمین لیٹنے) والے بھی کہنے لگے۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد

اس مین خداتعالےٰ کی کوئی بڑی حکمت تھی کہ رسول اللہ صلعم کے پسری اولاد زندہ نہین رہی صرف دختری اولاد سے آپکی نسل دنیا مین پھیلی۔ لیکن بیٹیون مین بھی صرف فاطمہؓ کی اولاد باقی رہی ہے انکی بہن ام کلثوم کے تو اولاد ہی نہین ہوئی۔ سب سے بڑی بہن زینب کے ایک لڑکا ہو کر تھوڑی عمر مین مر گیا تھا ایک لڑکی (امامہ) زندہ رہی تھی جس سے علیؓ نے فاطمہ کے بعد نکاح کیا تھا مگر آخر کو یہ بھی بلا اولاد دنیا سے چلی گئین۔ تیسری بہن رقیہ کے بھی اولاد نہین ہوئی۔

فاطمہؓ کے تین بیٹے تھے حسن[1] حسین[2] محسن[3] اور تین بیٹیان زینب[1] ام کلثوم۔ رقیہ۔ امام حسن و حسین تو وہ مشہور شہید ہین۔ جنکی یاد قیامت تک ہم سب مسلمانون کو خون رلائیگی اور جنکے لیے رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ "جنت کے جوانون کے سردار ہین۔"

---

[1] فاطمہؓ نے اپنی تینون لڑکیون کے نام تینون بہنون کے نام پر رکھے تھے۔ عرب مین رشتہ دارون کے نام پر نام رکھنے کا دستور تھا بعض دفعہ باپ بیٹے کا ایک ہی نام ہوتا تھا جیسے اوس بن اوس وغیرہ ۱۲

ام کلثوم کا ابن بی شادی نہایت کوشش سے کی ہے عمر سے کی تھی زینب کی شادی علی نے اپنے بھائی جعفر کے بیٹے عبداللہ سے کی تھی جو سخاوت مین نہایت مشہور تھے محسن اور رقیہ کا انتقال بہت چھوٹی عمر مین ہوگیا تھا۔آج دنیا مین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اولاد فاطمہؓ کے انھین دو بیٹون حسن و حسین (رضی اللہ عنہما) سے جاری ہے۔

رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی صاحبزادی سے نہایت ہی اُلفت تھی سب بیٹیون سے زیادہ اُن پر پیار تھا۔جب کہین سفر کو جاتے تو سب سے پیچھے اُن سے ملکر جاتے اور جب لوٹتے تو سب سے پہلے ان سے آکر ملتے۔اگر یہ کبھی آپ کے پاس ملنے آتین۔تو آپ نہایت پیار سے ان کو اپنے پاس برابر بٹھاتے۔ان کا تھوڑا سا رنج بھی آپ سے نہ دیکھا جاتا تھا۔ایک دفعہ علیؓ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنا چاہا۔لڑکی والون کو اندیشہ ہوا کہ شاید آنحضرت صلعم کو ناگوار ہو اس لیے آپ سے اجازت لینے آئے ادھر فاطمہؓ نے بھی عرض کیا۔کہ دیکھیے سب لوگ اپنی لڑکیونکی حمایت کرتے ہین۔مگر آپ کچھ خیال ہی نہین کرتے اب علیؓ ابو جہل کی بیٹی سے شادی کر کے مجھ پر سوت لا بٹھلادین گے اس حال کو سننے اور فاطمہؓ کو غمگین دیکھنے سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دل پر چوٹ لگی اور مسجد مین جاکر ممبر پر کھڑے ہوے اور لوگون سے فرمایا کہ ہشام بن المغیرہ کے خاندان کے لوگ مجھ سے اجازت لینے آئے تھے کہ علیؓ سے اپنی لڑکی کا نکاح کردین مین ہرگز اجازت نہین دیتا۔یہ نہین ہوسکتا کہ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) اور خدا کے دشمن (ابو جہل) کی بیٹی ایک گھر مین جمع ہون اگر علیؓ کو یہی منظور ہے تو ہماری لڑکی کو طلاق دیدین۔اور دوسرا نکاح کرلین۔یاد رکھو کہ فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔اُس کے رنج سے مجھے رنج ہوتا ہے اور اُس کی تکلیف سے تکلیف۔

... کی غیرتی سے کانون پر ہاتھ رکھا اور جبتک فاطمہؓ زندہ رہین کبھی دوسرے نکاح کا نام نہ لیا۔

عائشہؓ کہتی ہین کہ آنحضرت صلعم کی وفات سے چند روز پہلے ایک مرتبہ ہم سب مکان مین تھے فاطمہؓ آئین اور آپ نے اپنی عادت کے موافق بہت پیار سے اپنے پاس بٹھالیا۔ اور فاطمہؓ کے کان مین آہستہ سے کوئی بات کہی جسے سُنکر وہ رونے لگین پھر کچھ آپ نے فرمایا تو ہنسنے لگین۔ مجھے تعجب ہوا اور وہان سے اُٹھنے کے بعد فاطمہؓ سے پوچھا کہ بتاؤ تو سہی کہ آج کے رونے اور جلدی سے ہنس دینے مین کیا بھید تھا۔ فاطمہؓ نے کہا کہ جس بات کو آپ نے چھپا کر کہا ہے مین اُسے ظاہر نہ کرونگی۔

آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد مین نے کہا کہ لو فاطمہؓ اب تو وقت گذر گیا اب تو بتا دو فاطمہؓ نے کہا کہ ہان اب کچھ مضائقہ نہین بتلائے دیتی ہون۔ آپ نے فرمایا تھا کہ جبرئیل مجھ سے ہمیشہ رمضان مین ایک مرتبہ قرآن مجید کا دور کیا کرتے تھے اس سال دو مرتبہ کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ میری وفات کا وقت قریب ہے اسکو سُنکر مین بے اختیار رو پڑی تو آپ نے فرمایا کہ دیکھو سب رشتہ دارون سے پہلے تم مجھ سے جنّت مین جا کر ملوگی۔ اور تم جنت کی عورتون کی سردار ہوگی اس بات سے مجھے خوشی ہوئی اور ہنسنے لگی۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو جیسے اپنی بیٹی سے محبت تھی۔ اسی طرح داماد اور نواسون پر بھی نہایت شفقت اور پیار تھا۔ فرماتے تھے کہ جو میرا دوست ہے علیؓ کا بھی دوست ہے۔ کبھی فرماتے تھے کہ اے علی تم دنیا اور آخرت مین میرے بھائی ہو۔ نواسون کی محبت کا تو پوچھنا کیا ہے۔ اس سے زیادہ کیا ہو سکتا ہے کہ دونون کو آپ اپنے مبارک کاندھے پر بٹھلاتے تھے کبھی دونون کو گود مین بٹھلاتے اور دیکھکر خوش ہوتے۔

ایک روز آپ فاطمہ رضہ کے یہان تشریف لائے فاطمہ رضہ لیٹی تھین حسین رضہ نے پانی مانگا آپ اُٹھ کر پانی دینے لگے تو حسن رضہ پینے کو آگئے آپ نے ان کو ہٹا کر حسین رضہ کو پلا دیا۔ فاطمہ رضہ نے پوچھا کہ یا حضرت آپ کو حسین رضہ سے زیادہ اُلفت ہے آپ نے فرمایا کہ نہین دونون برابر ہین اور میرے دل کی راحت ہین۔ لیکن حسین رضہ نے پہلے مانگا تھا۔ اس لیے انکو پلا دیا۔ اے فاطمہ رضہ تم اور تمھارے خاوند اور یہ بچے میرے ساتھ جنت مین سب ایک جگہ ہون گے۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنا تو ہر مسلمان پر فرض ہے اور جسکے دل مین آپ کی محبت نہ ہو اُسکا ایمان ٹھکانے نہین۔ لیکن فاطمہ رضہ کو اس دوجہان کے سردار اور اپنے شفیق باپ سے ایسی محبت تھی کہ دنیا مین کم کسی کو اپنے باپ سے ہوگی جب آپ احد کی لڑائی سے واپس آئے اور فاطمہ رضہ نے سنا کہ آپ کے چہرۂ مبارک پر زخم لگ گیا ہے تو بیقرار ہو کر دوڑی آئین علی رضہ ڈھال مین بھر کر پانی لاتے تھے اور یہ اپنے ہاتھ سے دھوتی جاتی تھین۔ جب خون بند ہو گیا تو چٹائی جلا کر اُس کی راکھ بھر کر باندھ دیا۔

جبتک آپ کو دیکھ نہ لیتی تھین چین نہ آتا تھا۔ اور جب آپ دنیا سے اُٹھے تو فاطمہ رضہ کو جینا دشوار ہو گیا اور اسی صدمہ مین جان دیکر جنت مین آپ کو جا دیکھا۔

فاطمہ رضہ کی وفات

فاطمہ رضہ کی عمر اٹھائیس سال تھی کہ اس برحق رہنما اور دوجہان کے سردار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے دنیا سے رخصت ہونے کا وقت آپہونچا۔ اور سارے دوستون خادمون رشتہ دار عزیزون کو روتا چھوڑ کر اور فاطمہ رضہ کو یتیمی کا داغ دیکر آپ دنیا سے رخصت ہو گئے۔

کون کمبخت تھا جو اس غم سے بے تاب نہو۔لیکن ایسے باپ کا سایہ اُٹھ جانے سے جو رسول خدا ہونے کے ساتھ اپنی اولاد سے محبت کرنے والا بھی پورا ہو۔ فاطمہ رض کی حالت ہی بدل گئی دنیا سے دل ٹھنڈا ہوگیا۔زندگی وبال نظر آنے لگی۔کبھی انس رض سے پوچھتی تھین کہ ای انس تمھارے دل کیسے گوارا کیا۔کہ رسول اللہ صلعم پر مٹی ڈالو۔حضرت انس رض کی آنکھون نے آنسو بہا کر جواب دیا کہ خدا کے حکم مین دم مارنے کی طاقت نہین۔

دنیا مین ادنی سے ادنی باپ کا بھی ہر کسی کو غم ہوتا ہی پھر ایسے باپ کا تو جو کچھ رنج ہو تھوڑا ہی فاطمہ رض پر یہ صدمہ ایسا پڑا کہ آخر اسی مین جان دیدی۔غم کا روگ لگ گیا اور آپ کے انتقال فرماتے ہی گویا بیمار ہوگئین۔چھ مہینے زندہ رہین مگر کسی نے ایک دن ہنستے بولتے نہ دیکھا۔ سچ ہی دل کا داغ برا ہوتا ہی۔آخر آدمی کو گھلا دیتا ہی بچّے جو نانا جان کا صدمہ دیکھ چکے تھے مان کی بیماری کو دیکھ دیکھ سہمے جاتے تھے اور روتے تھے۔علی رض جدا پریشان تھے۔دین و دنیا کے مددگار اور پشت وپناہ کی جدائی کا پہاڑ سر پر ٹوٹ چکا تھا۔ڈرتے تھے کہ کہین یہ ہمدرد بھی بیکس چھوڑ کر رخصت نہ ہوجائے۔

غمگسار اور درد شریک بی بی ہونے کے علاوہ علی رض اب فاطمہ رض کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نشانی بھی سمجھتے تھے۔

شرم وحیا کے جوہر اگر رسول اللہ (صلعم) کی بیٹی کو نہ ملتے تو اور کس کو ملتے فاطمہ رض کی حیا اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ اک ذرا سی بات مین پانی پانی ہوجاتی تھین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس کسیقدر زمین اور کچھ درخت تھے۔جنمین سے بیبیون کا خرچ دیکر باقی دین کے کامون مین آپ صرف کر دیتے تھے آپ کی وفات کے بعد فاطمہ رض نے قاعدے کے موافق یہ سمجھا کہ یہ زمین وغیرہ مجھ کو ملنا چاہیئے۔اسلیے ابوبکر رض سے (جو رسول اللہ صلعم کے بعد اوّل خلیفہ ہوے تھے) جا کر کہا انھون نے جواب دیا کہ رسول اللہ (صلعم) فرما گئے ہین کہ انبیا کے مال مین کوئی وارث نہین ہوتا جو کچھ وہ چھوڑ جاتے ہین خدا کی راہ مین صرف ہوتا ہے۔اگرچہ اسمین کچھ فاطمہ رض کا قصور نہ تھا اور انکو

آپ کے اس حکم کی خبر نہ تھی۔ مگر پھر بھی یہ خیال کر کے کہ لوگ کہین گے کہ رسول اللہ صلعم کی بیٹی جائداد مانگنے کے لئے گئی تھی۔ اسقدر حیا آئی کہ فوراً واپس آگئین اور پھر جیتے جی کبھی اسکو زبان پر نہین لائین۔

اس زمانہ مین عورتون کے جنازے کو بھی اسی طرح لیجاتے تھے جیسے آجکل مردون کے جنازہ کو لیجاتے ہین۔ کوئی پردہ نہوتا تھا۔ فاطمہ رضؓ کو اسکی بڑی فکر تھی کہ میرا جنازہ باہر کو جائیگا اور لوگ دیکھین گے۔ انتقال سے کئی روز پہلے حضرت ابو بکرؓ کی بی بی اسماؓ[1] سے اسکا ذکر کیا۔ انھون نے کہا کہ مین نے حبشہ مین دیکھا ہی کہ عورت کے جنازہ پر درخت کی نرم شاخین باندھکر ایک ڈولے کی صورت پردہ ڈالنے کے لیے بناتے ہین جس سے نعش نظر نہین پڑتی۔ اور جیسا آجکل رواج ہے جسکو گہوارہ کہتے ہین) بناکر دکھلایا۔ اسے دیکھکر فاطمہ رضؓ بہت خوش ہوکر ہنسین (آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد زندگی بھر مین سے صرف ایک دفعہ اسی بات پر ہنسی ہین) اور اسمارؓ سے کہا کہ میرے انتقال کے بعد تم ہی مجھکو غسل و کفن دینا اور کسی کو نہ آنے دینا اور جیسا تمنے دکھلایا ہی میرے جنازے پر ضرور اسی قسم کا پردہ بنا دینا۔

فاطمہ غمگین اور مریض تو رہتی ہی تھین اب مرض زیادہ ہوگیا اور رسول اللہ صلعم کی وفات کو چھ مہینے بھی پورے نہین ہوے تھے کہ تین رمضان المبارک کو سہ شنبہ کی شب مین ان تکلیفون سے بھری ہوئی دنیا کو چھوڑکر تمام رشتہ دارون سے پہلے اپنے چاہنے والے باپ سے جنت مین جاملین۔ اسوقت فاطمہ رضؓ کی عمر اٹھائیس سال اور چند مہینے تھی اور ہجرت کا گیارھوان سال تھا۔

علیؓ کو انکے انتقال سے بہت پریشانی اور رنج ہوا اور حسنؓ و حسینؓ اور دوسرے بچون کے صدمہ کا تو پوچھنا ہی کیا ہی۔ فاطمہ رضؓ کی وصیت کے موافق علیؓ نے غسل و کفن کا انتظام کیا اور اسماءؓ نے غسل و کفن دیکر جیسا بناکر فاطمہ رضؓ کو دکھلا دیا تھا جنازہ پر اسی طرح پردہ کا پورا سامان

[1] اسمار بنت عمیس پہلے علیؓ کے بھائی جعفرؓ کے نکاح مین تھین اور جب کافرون کی تکلیف سے تنگ ہوکر بعض مسلمان مکہ سے ملک حبش کو گئے تو جعفر کے ساتھ یہ بھی گئی تھین اور وہان رہتے رہتے تین بچے بھی پیدا ہوے وہان سے مدینہ مین واپس آنے کے بعد جب شہ ہجری مین جعفر شہید ہوگئے تو ابو بکرؓ نے انسے نکاح کر لیا انسے محمد بن ابی بکر پیدا ہوے۔ ابو بکر اور فاطمہ رضؓ کے انتقال کے بعد علیؓ نے انسے نکاح کیا اور ایک بیٹا بھی پیدا ہوا۔

کر دیا۔ مسلمانون مین سب سے پہلے فاطمہ رض پر اس قسم کا گہوارہ باندھا گیا ہی اور پھر زینب رض پر بنایا گیا
اسکے بعد مسلمانون مین رواج ہو گیا۔

جسوقت غسل و کفن کا سامان کیا جاتا تھا۔ عائشہ رض تشریف لائین مگر اسمار نے یہ کہکر روک دیا کہ فاطمہ رض نے اور سب کے آنے کی ممانعت کر دی تھی عائشہ کو اس سے رنج ہوا اور اپنے والد ابو بکر رض سے جاکر شکایت کی کہ آپ کی بی بی نے مجھے فاطمہ رض کے پاس نہ جانے دیا اور دولہنون کی ڈولی کی طرح کوئی چیز انکے جنازہ پر باندھ رہی ہین حضرت ابو بکر رض اسیوقت یہان آئے اور دروازے پر پکار کر کہا کہ یہ کیا غضب کرتی ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیبیون کو بھی انکی بیٹی کے پاس نہین آنے دیتین۔ اور جنازہ پر کوئی نئی چیز بنا رہی ہو۔ اسمار نے اُنسے یہی عذر کیا کہ فاطمہ رض نے وصیت کر دی تھی کہ تم ہی غسل دینا۔ اور کسی کو نہ آنے دینا اور یہ لکڑیاں پردہ کے لیے جنازے پر لگا دی ہین۔ جنکو بنا کر مین نے فاطمہ کو زندگی ہی مین دکھلایا تھا اور انھون نے اسکے بنانے کی تاکید کر دی تھی۔ ابو بکر یہ کہکر چلے آئے کہ اچھا جس طرح تمسے کہ گئی ہین کرو۔

چونکہ فاطمہ رض کو حیا و شرم کے لحاظ سے پردہ کا بہت ہی خیال تھا اور انکی آرزو تھی کہ رات ہی کو دفن ہون اسلیے اُسی رات کو اہل مدینہ کے قبرستان بقیع[1] مین لیگئے علی رض نے جنازہ کی نماز پڑھائی اور اس بیش قیمت امانت اور رسول اللہ صلعم کے دل کے ٹکڑے کو خاک کے سپرد کر دیا ایسے جلد رات ہی کو دفن ہو جانے کی وجہ سے بہت سے لوگون کو اسکی خبر بھی نہ ہوئی اور افسوس رہگیا کہ رسول اللہ صلعم کی بیٹی کے جنازہ مین نہ شریک ہو سکے۔

انکی وفات سے تمام مسلمانونکو نہایت سخت رنج ہوا خدا کے رسول کی یاد گار اور آپ کی نشانی سمجھی جاتی تھین۔ لوگ انکو اپنے لیے نجات کا وسیلہ اور دنیا کے لیے برکت کا باعث سمجھتے تھے عائشہ رض کہتی ہین کہ چال ڈھال اور بات کرنے مین فاطمہ رض رسول صلعم سے بہت ہی مشابہ تھین۔

---

[1] اسمین اختلاف ہی کہ بقیع مین دفن ہوئین یا اپنے مکان ہی مین دفن کی گئین جو اب مسجد نبوی کے فرش مین آکر برابر ہو گیا ہے۔

سب سے بڑی بات انکو یہ حاصل تھی کہ رسول خدا صلعم نے فرمایا تھا کہ فاطمہ رض میرا ٹکڑا ہی اسکو رنج دینا بالکل مجھ کو رنجیدہ کرنا ہی۔ ایک مرتبہ فاطمہ رض بیمار تھین آنحضرت صلعم انکا حال پوچھنے گئے تو انھون نے دنیاوی تنگی کی شکایت کی۔ آپ نے فرمایا کہ تکلیف پر صبر کرو تمکو یہی کافی ہی کہ جنت مین تمام عورتون کی سردار ہو۔

آپ فرماتے تھے کہ خدیجہ رض اور فاطمہ رض اور مریم (عیسی علیہ السلام کی والدہ) اور آسیہ (فرعون کی بی بی) دنیا کی بہترین عورتون مین ہین۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہونے کی بزرگی کے علاوہ فاطمہ رض کے اپنے اوصاف اور خلق ایسے تھے جس سے ہر شخص کے دل مین انکی جگہہ تھی۔ راستی اور سچائی کا وصف اتنا بڑھا ہوا تھا کہ عائشہ رض فرماتی ہین کہ رسول اللہ صلعم کے سوا فاطمہ رض سے زیادہ سچا مین نے کسی کو نہین دیکھا۔

عائشہ رض اور فاطمہ رض مین ایک مرتبہ کچھ رنجش ہو گئی۔ آنحضرت صلعم حال دریافت فرمانے لگے تو عائشہ رض نے عرض کیا کہ جو فاطمہ رض کہتی ہین وہی درست ہی وہ کبھی جھوٹ نہین بولتین۔

کس کی زبان مین طاقت ہی کہ اُن برگزیدہ اور پاک لوگون کی تعریف کر سکے جو پیارے اللہ کے سچے دوست تھے رسول اللہ کے۔ صلی اللہ تعالے علیہ و علی الہ و صحابہ و ذریاتہ اجمعین و اخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین۔

تمت

ہدایۃ المتقین بآیات رب العالمین	۲/
ہدایۃ المقتدین بنجوم سید المرسلین	۱/
بہشتی زیور کامل دس حصہ فی حصہ	۳/.
بہشتی گوہر	۴/.
مناجات مقبول	۵/.
تعلیم الدین	۶/
اصلاح الرسوم	۴/
کلید مثنوی جزو اول دو حصہ	۴/
اعمال قرآنی کامل سہ حصہ ...	۳/.
مولود و عظ شریف	۶/

نمک بیان

عروس جنت

الصالحات

یعنی

نیک بیبیان

جسمین

حلیمہ سعدیہ حضرت خدیجہ بی بی عایشہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہن،

کے حالات نہایت تحقیق سے معتبر طریقہ اور دلچسپ طرز مین لکھے گئے

مولفہ و مرتبہ

جناب مولوی سید اصغر حسین صاحب حنفی دیوبندی

کمترین محمد فخر الدین نے اپنے

مطبع فخر المطابع لکھنؤ واقع گوئن گنج مین چھپوایا

کتبخانہ تجارتی مطبع فخر المطابع لکھنؤ کی روز افزون ترقی ارباب زمانہ سے مخفی نہین - اس کتبخانہ مین جسقدر ذخیرہ تمام علوم وفنون کی کتب کا موجود رہتا ہی اُسکی مفصل فہرست حسب الطلب بلا قیمت روانہ ہوتی ہی ہر تجارتی ترقی کا راز دیانت کفایت اور عمدگی مال ہی ان تینون مسئلون کو اس کارخانہ نے بفضلہ روشن کیطرح دکھادیا ہی - تاجران کتب طالبان علم شائقین علوم غرض جملہ خریدارون کے ساتھ کچھ ایسی رعایتین کیجاتی ہین اور ایسے نرخ سے مال روانہ کیا جاتا ہی کہ ہندوستان کا کوئی تاجر ویسا عمدہ مال اس سے کم پر نہ دیسکیگا اگر اسوقت تک آپکو اس کارخانہ سے مال منگانیکا اتفاق نہین ہوا تو ایکمرتبہ ضرور معمولی سی فرمایش بھیجکر کارخانہ کی دیانت کفایت اور عمدگی مال کا اندازہ ضرور کیجیے - ان دو صفحون پر چند نہایت معتبر و مفید خالص اسلامی کتابین جو اپنے طرز مین بے مثل اور ہر مسلمان کی ضرورت کی ہین درج کیجاتی ہین ضرورت وقت طلب فرمایئے

الملتمس کمترین محمد فخر الدین مالک فخر المطابع لکھنؤ

علم الفقہ

[illegible]

بہشتی زیور [illegible] مسلمان مرد و عورت [illegible]

[illegible] بیان ... ۵ قیمت ... [illegible]

فتاویٰ محمدی

شرح دیوبندی دو حصہ

صحابہ کے ایسویں استفتا کے جوابات آنحضرت نے

جسکو حضرت مولانا محمود الحسن صاحب محدث

و مدرس مدرسہ اسلامیہ دیوبند کے ایک خاص شاگرد

[illegible]

رسلین؟

[illegible]

شاہ عبد العزیز [illegible]

[illegible]

ما شاء اللہ لا قوۃ الا باللہ

الحمد للہ والمنہ کہ مجموعہ حالات مومنات عابدات قانتات تائبات یعنی

الصالحات

باہتمام کمترین محمد فخر الدین تاجر کتب و مالک مطبع بماہ اکتوبر ۱۹۱۱ء

مطبع فخر المطابع واقع لکھنؤ طبع شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خدائے علیم وحکیم کی حمد وثنا کرنا انسان کی نجات کا سبب اور اُس منعم حقیقی کی رضامندی کا موجب ہے جس نے انسانکو پیدا کر کے ہر قسم کی نعمتوں سے سرفراز کیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم اور آپکے متعلقین کے حالات کو لکھنا اور پڑھنا ایمانکی قوت اور دل کی روشنی کا باعث ہے۔

لہٰذا یہ رسالہ جو اپنے نام سے مسلمانونکی چار واجب التعظیم نیک بی بیون کے حالاتکا مجموعہ ہے اور حقیقت مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک تذکرہ ہے نہایت صحیح اور معتبر روایتون سے تالیف کیا گیا غیر صحیح روایات اور نامعتبر اقوال کو دخل نہین دیا گیا۔

چونکہ مقصود اس سے عام مسلمانون کا نفع ہے اس لیے بہت سہل عبارت اور روزمرہ کے اُردو محاورے مین لکھا گیا ہے۔ تاکم استعداد لوگ اور عورتین اور لڑکے بھی اس کو پڑھ کر اپنے برحق نبی اور انکے متعلقین کے حالات سے ایمان کو تازہ کرلین مشکل الفاظ سے پرہیز کیا گیا ہے اور اگر کہین آبھی گئے ہین تو وہی لفظ ہین جن کو عام طور پر لوگ سمجھتے ہین۔

گو ان مین سے بعض حالات اُردو فارسی کی کتابون مین متفرق طور پر موجود ہین۔ لیکن یکجائی طرز پر ضروری باتون کا لحاظ کر کے اسطرح کا اُردو رسالہ نظر سے نہین گذرا اسکے علاوہ معتبر اور غیر معتبر کا بہت کم لوگ لحاظ رکھتے ہین۔

اگرچہ بہت سے یاد رکھنے کی قابل واقعات اور ضروری باتونکا اسمین ذکر ہو گیا ہے۔ تاہم تمام تاریخی حالات کو ضبط کرنیکا ارادہ نہین کیا گیا۔ بلکہ چارون حالات پر چار مختصر مضمون لکھدیئے گئے ہین جن سے غرض یہ ہے کہ اپنے بزرگونکی محبت اور ضروری حالات سے واقفیت پیدا ہو بعض حالات کو عام آدمیون کے فہم سے باہر یا طویل سمجھکر چھوڑ دیا ہے۔

جو لوگ اس کو پڑھکر خوش ہون۔ وہ احقر کے لئے دعائے خیر فرماوین۔

بندہ خاکسار

فقیر سید صغیر حسین دیوبندی عفی عنہ ربیع الاول ۱۳۲۲ھ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مرضعۃ الرسول صلے اللہ علیہ وسلم

رسول مقبول صلعم کی دایہ حلیمہؓ کے حالات

حضرت حلیمہ قبیلۂ بنی سعد کی رہنے والی ایک بہت غریب عورت تھین انکے والد کا نام ابی ذویب اور خاوند کا نام حارث تھا۔ ان کو ایک ایسے بچہ کے دودھ پلانے اور دائگی کی عزت حاصل ہونیوالی تھی۔ جو دین و دنیا کا سردار تھا۔ اگر یہ عزت و بزرگی ان کو نہ ملتی تو آج کوئی دنیا مین ان کا نام بھی نہ جانتا۔

بنی سعد کا قبیلہ پانی کی شیرینی اور فصاحت و بلاغت مین (یعنے بولی کی عمدگی اور زبان کے صاف و صحیح ہونے مین) مشہور تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ خدا تعالٰی نے مجھ کو تمام عرب مین فصیح بنایا ہے۔ اول تو ہمارا قبیلہ قریش زبان اور بولی کی خوبی مین سب سے بڑھا ہوا ہے اور دوسرے میری پرورش بنی سعد مین ہوئی جو فصاحت و بلاغت مین مشہور و ممتاز ہے۔

دنیا مین تشریف لانیکے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سات روز تک اپنی مہربان والدہ کا دودھ پیتے رہے سات روز کے بعد ثوبیہؓ نے چند روز دودھ پلایا۔

آپ سے دو برس پہلے حضرت حمزہ آپ کے چچا پیدا ہوئے تھے۔ ثوبیہ ان کو بھی دودھ پلاتی تھین۔ اور ان کے ساتھ ابو سلمہؓ[1] کو بھی دودھ پلایا تھا اسی وجہ سے حمزہؓ اور ابو سلمہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے رضاعی بھائی ہوتے ہین۔ ایک مرتبہ آپ سے عرض کیا گیا کہ آپ حمزہؓ کی بیٹی سے نکاح کر لیجیے آپ نے فرمایا کہ حمزہؓ میرے رضاعی بھائی ہین۔ دودھ کے علاقہ سے اُنکی بیٹی میری بھتیجی ہوتی ہے اس سے نکاح مجھکو حلال نہین۔ اسی طرح ابو سلمہؓ کی بیٹی کی نسبت لوگون نے عرض کیا کہ سُنا ہی آپ کا ارادہ ان سے نکاح کا ہے۔ آپ نے جواب دیا کہ میرا نکاح اس سے کیسے ہو سکتا ہی۔ اول تو اوس لڑکی کی مان (یعنی ام سلمہؓ) میرے نکاح مین ہے اس کے علاوہ ابو سلمہؓ میرے دودھ کے شریک بھائی ہین۔

ثوبیہ ابو لہب[2] کی لونڈی تھین۔ جب اُنھون نے ابو لہب کو جاکر خوشخبری دی کہ تمھارے بھائی عبداللہ کے گھر مین بیٹا (یعنی محمد صلے اللہ علیہ وسلم) پیدا ہوا ہے تو ابو لہب نے اسی خوشی مین ان کو آزاد کر دیا اور کہا کہ لڑکے کو دودھ پلایا کرو۔ بعض علما کے کہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مسلمان بھی ہو گئی تھین۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ تشریف لیجانے کے بعد ان کا انتقال ہو گیا۔

عرب مین یہ دستور تھا کہ مان باپ غریب ہون یا امیر بچون کو مان کے پاس نہ رکھتے تھے بلکہ اکثر پرورش کیلئے دوسری عورتون کو دیدیتے۔ اور قرب وجوار کے دیہات مین بھیجدیتے جہان آب وہوا کی عمدگی سے وہ تندرست بھی رہتے اور جلد بڑھتے دو تین سال بلکہ کبھی زیادہ دنون تک وہین رکھتے مان باپ کبھی جاکر اون کو دیکھ آتے یا پرورش

---

[1] ابو سلمہؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھوپھی زاد بھائی اور حضرت حمزہؓ کے بھانجے ہین۔ ۱۲

[2] ابو لہب عبد المطلب کا بیٹا اور آپکا چچا تھا سخت دشمن ہو گیا تھا اور حالت کفر ہی مین مر گیا لیکن اسکے دو بیٹے عتبہ اور معتب مسلمان ہو کر صحابہ مین داخل ہوئے۔ ۱۲

کرنے والی خود لاکر دکھلا جاتی۔ تھوڑے دنون کے بعد گانؤ کی عورتین بچے لینے کے لئے شہر مین آتین اور جو بچے اس مدت مین پیدا ہوئے ہوتے ان کو لیجاتین۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے تولد سے چند روز بعد بنی سعد کی عورتین بچے لینے کے لئے مکہ مین آئین۔ حلیمہ سعدیہ بھی انھین مین تھین۔

سب عورتون نے دنیاوی وسعت رکھنے والے اور مالدار لوگون کے بچے لے لئے جن سے بہت کچھ فائدہ کی اُمید تھی۔ سب ہی سے کہا مگر اُس یتیم بچہ (محمدؐ) کو کسی نے نہ لیا جس نے کبھی باپ کی صورت بھی نہ دیکھی تھی۔ ابھی دنیا مین قدم بھی نہ رکھا تھا کہ باپ دنیا سے رخصت ہوگیا۔ سب کہتی تھین کہ ایسے بچہ کو لیکر کیا کرین جسکے باپ نہین جو کچھ ہمارے ساتھ سلوک کرے۔ غریب مان ہے وہ اگر کرنا بھی چاہے تو کیا کرسکتی ہے۔ یہ کون جانتا تھا کہ یہ بچہ خدا کا سب سے بڑا رسول اور پیارا محبوب ہے اور دنیا کو اس سے وہ فائدہ پہونچیگا جو کسی سے ہوا ہے نہ ہوگا۔

حلیمہ کی تقدیر اچھی تھی اور نصیب سامنے تھا کہ ان کو کوئی بچہ ہی نہ ملا۔ یہ عزت اور سعادت خدا تعالےٰ نے انھین کے لئے خاص کردی تھی۔ انھون نے خاوند سے مشورہ کیا کہ خالی جانیکو بھی دل نہین چاہتا۔ اور یتیم بچہ کو لیتے ہوے بھی دل رُکتا ہی صرف وہی ایک بچہ رہگیا ہے جو عبدالمطلب کا پوتا ہے۔ گو یتیم ہے لیکن اسکے دادا کی شرافت اور سردار قریش ہونا کوئی چھپی ہوئی بات نہین۔ خاوند نے کہا کیا مضائقہ ہی لیلو نہین معلوم خدا اسی مین کوئی بہتری کردے حلیمہؓ کو تو پہلے ہی سے اس بچہ پر پیار آتا تھا۔ اور لانے کو دل چاہتا تھا ذرا سہارا چاہتی تھین خاوند کی یہ بات سُنکر تُرت گیئن اور آپ کو لے آیئن۔

حلیمہؓ خود اپنا حال بیان کرتی ہین کہ جب ہم مکّہ مین آئے تو ملک مین قحط پڑ رہا تھا نہ جنگل مین گھاس تھی نہ جانورون کے تھنون مین دودھ تھا۔ سواری کے جانورون سے چلا نہ جاتا تھا۔ ہمارے ساتھ ایک ہمارا بچہ۔ اور ایک اونٹنی ایک سواری کا گدھا۔

جنکے کھانے کیلئے بھی کچھ نہ تھا اور میرے کچھ دودھ نہ اُترتا تھا اسلئے بچہ بھوکا تڑپتا تھا اسی مصیبت مین نہ دن کو چین آتا تھا نہ رات کو آرام۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ہمارے پاس آنا تھا کہ حالت ہی بدل گئی میری خشک چھاتیون مین اتنا دودھ آگیا کہ آپ نے بھی خوب پیا۔ اور میرے بچے نے پیٹ بھر کر پی لیا۔ وہ اونٹنی جو ایک قطرہ دودھ نہ دیتی تھی۔ آج اسکے تھن دودھ سے بھرے ہوے تھے۔ میرے خاوند نے دودھ نکالا اور ہم دونون نے خوب سیر ہو کر پیا۔ بھوک کی تکلیف جاتے رہنے سے رات کو خوب چین سے سوئے۔ میرے خاوند نے کہا کہ حلیمہ یون معلوم ہوتا ہے کہ یہ بہت ہی مبارک اور خوش نصیب بچہ ہم کو ملگیا ہے ساری برکت اسی کی نظر آتی ہے۔

کئی روز تک آرام سے مکہ مین رہے۔ جب سب عورتین بچونکے مان باپ سے رخصت ہو کر مکہ سے چلنے لگین۔ تو مین بھی آپ کی والدہ سے رخصت ہو کر اپنے مکان کو واپس ہوئی۔ اور آپ کو اپنی گود مین لیکر سوار ہوئی تو میرا وہی گدھا جو سارے قافلہ سے پیچھے نہایت وقت سے چلتا تھا۔ بہت تیز ہو کر کودتا ہوا سب قافلہ سے آگے ہو گیا۔ یہ باتین دیکھکر میرے ساتھ والی عورتون نے کہا کہ حلیمہ بہت ہی قسمت والی ہی جسکو ایسا سعادتمند بچہ ملگیا ہے کہ اسکی ساری تکلیفین دور ہو گئین۔

مکان پر پہونچنے کے بعد اور بھی زیادہ برکت کا ظہور ہوا۔ وہ بکریان جنکو مہینون سے کھانے کو نہین ملا تھا اور جن سے دو چار گھونٹ دودھ بھی شاید ہی کبھی ملجاتا ہو جنگل سے واپس آئین تو سب کے تھن دودھ سے بھرے ہوئے تھے۔

میری بکریئین ہر روز اسی طرح آتین اور سارے گانون کے جانورون کا دودھ بدستور خشک تھا۔ اب تو سب عورتین مجھ پر رشک کرتی تھین اور ایسے نصیبہ ور بچے سی محروم رہنے پر افسوس کرتی تھین۔ آخر سب گانون والے میرے جانورون کے ساتھ اپنے جانور چرانے لگے۔ خدا کی قدرت سے اُن کے بھی دودھ اُتر آیا۔

حلیمہ کو ان باتون سے یقین ہو گیا کہ یہ کوئی معمولی بچہ نہین - بلکہ کوئی ہونہار لڑکا ہے جسکے نصیب کا ستارہ کبھی ایسا چمکیگا کہ سب کی روشنی ماند پڑ جائیگی وہ نہایت شفقت اور بہت محبت سے آپ کو پرورش کرتی تھین - دودھ پلانیوالی عورتون کی طرح مارنا یا بُرا کہنا تو کیسا کبھی غصہ کی نظر سے دیکھتی بھی نہ تھین -

آپ کی باتین ہی ایسی تھین کہ حلیمہ کو ایسا سلوک کرنیکی نوبت نہ آتی تھی کبھی ایسا نہ ہوتا تھا کہ نجاست اور ناپاکی مین کپڑے بھر جاتے ہون - بلکہ ایک وقت مقرر تھا جس کو حلیمہؓ جانتی تھین - ان دنون مین آپ ایسی طرح روتے بھی نہ تھے جیسے بعض بچے رو رو کر مان کا اور دایہ کا ناک مین دم کر دیتے ہین -

حلیمہ کا ایک بچہ بھی تھا جو آپکے ساتھ دودھ پیتا تھا - آپ ہمیشہ ایک ہی پستان سے دودھ پیتے تھے دوسرے پستان سے وہ بچہ پیتا تھا -

آپ پرورش پاتے رہے اور رفتہ رفتہ پانوُن چلنے لگے جب آپکی عمر دو برس کی ہوئی تو حلیمہ کو خیال ہوا کہ اس بچہ کو اسکی مان کو ضرور دکھلا دینا چاہیئے - اسی ارادہ سے وہ آپ کو ساتھ لیکر مکہ کو گئین - آمنہ اپنے پیارے بچے کو صحیح تندرست کھیلتا ہوا دیکھ کر باغ باغ ہو گئین اگرچہ ایسی مان کو جسکے سر پر خاوند بھی نہو اور لے دیکر اُسکے ایک ہی بچہ ہو اپنے عزیز کی جدائی بڑی سخت گذرتی ہے - لیکن چونکہ مکہ کی آب و ہوا اسوقت خراب ہو رہی تھی حلیمہ نے آپکو واپس لیجانے کی درخواست کی آپکی والدہ نے بھی مان لیا - اور حلیمہ مکہ سے آپ کو ساتھ لیکر چلی آئین اور اپنے گانوُن مین رہنے لگین -

آپکے رضاعی بھائی یعنی حلیمہ کے لڑکے عبداللہ جب کبھی بکریان چرانے جاتے تو آپ بھی کبھی کبھی اُن کے ساتھ جنگل چلے جایا کرتے تھے اسی طرح حلیمہ نے تین برس اور آپکی خدمت کی -

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پانچ برس کی عمر مین نہایت ہوشیار سمجھدار ہو گئے ہمیشہ پاکی اور صفائی اور دوسرون کی مدد کرنے کو پسند کرتے تھے - اب حلیمہ کو یہ مناسب

معلوم ہوا کہ آپ کو والدہ کے پاس مکہ مین پہونچا دین - اپنے گانون سی چلکر آپکو ہمراہ لیے ہوے مکہ پہونچین اور عام الفیل[1] کے چھٹے سال جبکہ آپ کی عمر پانچ سال دو روز کی تھی اُس قیمتی امانت کو مان کے سپرد کر دیا جس کی قیمت کے آگے زمین و آسمان اور تمام دنیا ہیچ تھی - گو یہان کچھ مال و دولت نہ تھا پھر بھی حلیمہ کی اتنی خدمت کیگئی جو اون کے خوش کرنیکو کافی تھی مگر ایسے باتمیز مبارک و خوش نصیب بچہ کے چھٹنے کا جو کچھ رنج تھا اُسکی مقابلہ مین یہ خوشی کچھ بھی نہ تھی - گو حلیمہ کو آپ کے چھوٹنے سے بہت ہی صدمہ ہوتا تھا - لیکن آخر یہ وطن کو واپس ہو گئین -

اب آپ اپنی والدہ کے پاس رہنے لگے - آمنہ آپ کو دیکھ دیکھکر خوش ہوتی تھین اور آپکی باتون اور عادتون کو دیکھکر پھولی نہ سماتی تھین - مگر یہ خبر نہ تھی کہ مان کی گود کا آرام اس غار حرا[2] کے مجاور بچے کے نصیب مین نہین - اور ایک ہی سال کے بعد اُسکو تنہا چھوڑ کر مین قبر مین سونے والی ہون -

کچھ دنون مکہ مین رہنے کے بعد آمنہ آپکو ساتھ لیکر آپ کے باپ کے دادا[3] کی ننہال مین مدینہ کو گئین - چند مہینے وہان رہ کر واپس ہوئین - راستہ مین مقام ابواء پر ٹھہرے ہوے تھے کہ موت کے زبردست ہاتھ نے مان کو بچہ سی جدا کر دیا - اور آمنہ نے دنیا سے کوچ کیا -

---

[1] خانہ کعبہ کے مقابلہ مین ایک کافر بادشاہ نے مکان بنایا تھا کہ لوگ اس مین آکر حج کیا کرین - کوئی مسافر آکر اس مین پاخانہ ڈال گیا اور چند روز بعد آگ لگ گئی بادشاہ بہت خفا ہو کر اور چلکر ہاتھی لیکر کعبہ کو ڈھانیکے قصد سے آیا خدا تعالے نے اُسے ہلاک اور غارت کر دیا - الم تر کیف مین اسکا ذکر ہے اسی سال کو عام الفیل (یعنی ہاتھیون والا سال) کہتے ہین - اسی سال آنحضرت صلعم تولد ہوے تھے - ۱۲

[2] مکہ معظمہ کے ایک پہاڑ کا نام حرا ہے جسکے غار مین آنحضرت صلعم عبادت فرمایا کرتے تھے اسی جگہ سب سے پہلے وحی نازل ہوئی اور نبوت کا پیام ملا - ۱۲

[3] آنحضرت صلعم کے دادا عبد المطلب کی والدہ مدینہ مین قبیلہ بنی نجار سے تھین - ۱۲

اس نبوت کا تاج اوڑھنے والے بچہؐ کے سر پر (جسکی عمر ابھی چھ ہی برس کی تھی) باپ کا سایہ تو تھا ہی نہین مان کا ہاتھ بھی نہ رہا۔ یہ جگہ مکہ اور مدینہ کے درمیان مین ہی اور وہی مقام ہی۔ کہ نبوت پانے کے کئی سال بعد اس طرف کو گذرتے ہوے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم والدہ کی قبر پر جاکر اسقدر روئے تھے کہ پاس والے لوگ بھی رونے لگے۔

سبحان اللہ خدا نے اپنے سچے نبی کا دل کیسا اچھا بنایا تھا جسمین صبر و شکر محبت مروت عزیز من کی یاد سارے ہی وصف موجود تھے صلے اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم۔

ام ایمن جو آپ کے والد کی لونڈی تھین۔ اور آپ کو میراث مین ملگئی تھین آپ کے ساتھ تھین وہ اس مقام سے آپ کو مکہ مین لے آئین۔

اب وہ زمانہ آگیا تھا کہ نہ آپ کے والد تھے نہ والدہ۔ عبد المطلب آپ کے دادا بھی ایک سو بیس برس دنیا مین رہکر آنحضرت صلعم کو آٹھ سال کی عمر مین چھوڑکر انتقال کر گئے تھے۔ مگر خدا تعالیٰ ازل سے اپنے برحق نبی اور پیارے حبیب کا حال دیکھتا اور کہتا تھا کہ اس دُرّ یتیم کو میری حفاظت کافی ہی۔ ایکدن وہ آنیوالا ہی کہ اُسکے دین سے تمام دین منسوخ ہو جائینگے اور بڑے بڑے بادشاہون کے بدنپر اسکے نام سے لرزہ پڑ جائیگا

آپ کو مکہ پہونچا کر واپس ہونے کے بعد عرصہ تک حلیمہ زندہ ہین۔ چنانچہ مکہ مین تیرہ برس نبوت کے گذار ہجرت فرمانے کے آٹھ سال بعد جبکہ آپکی عمر اکسٹھ سال کی تھی ایکدفعہ آپ جعرانہ مین گوشت تقسیم فرما رہے تھے جو مکہ سے ایک منزل ہی اسوقت حلیمہ[1] آپ کے پاس آئین آپ نے اپنی چادر مبارک بچھا کر اُنکو بٹھلایا۔ لوگون کو تعجب ہوا مگر پھر معلوم ہو گیا کہ یہ آپ کی دودھ پلانیوالی ہین۔ اسلیے اسقدر تعظیم کرتے ہین۔

حلیمہؓ کے کئی بچے اور بھی تھے دو بیٹیین تھین۔ ایک کا نام انیسہ تھا اور ایک کا خذافہ جنکو شیمار کہتے تھے اور ایک بیٹا تھا جسکا نام عبد اللہ تھا۔ یہ تینون آپ کے دودھ شریک

---

[1] بعض عالم فرماتے ہین کہ یہ آنیوالی بھی حلیمہ کی بیٹی تھی خود حلیمہ نہ تھین۔

بھائی بہن تھے۔ عبداللہ نے تو آپ کے ساتھ ہی دودھ پیا تھا شیمار آپ سے عمر مین بہت بڑی تھین جو کبھی کبھی آپ کو گود مین لیکر کھلایا کرتی تھین۔

ایک دفعہ اسلامی لشکر نے لڑائی مین قبیلۂ ہوازن کے بہت سے لوگ گرفتار کر لیے اُنمین شیمار بھی تھین۔ اُنھون نے کہا کہ مجھے اپنے نبیؐ کے پاس لیچلو مین اُنکی ہمشیرہ ہون جب آپکی خدمت مین لائے تو شیمار نے ایسے پتے بتلائے جس سے آپ پہچان گئے اور اپنا بچپن اور اسوقت کی خدمت کرنے والون کو یاد کرکے آپ کی آنکھون مین آنسو بھر آئے۔ اور شیمار سے فرمایا کہ اگر ہمارے ساتھ رہنا چاہو تو یہان بہت عزت اور راحت کے ساتھ رہ سکتی ہو۔ اور اگر اپنے گھر جانا چاہتی ہو تو تمکو وہان پہونچا وین اُنھون نے واپس ہی جانے کو پسند کیا۔ آپ نے تین غلام ایک لونڈی اور کئی اونٹ اور بکریٔن اُنکو دلوادین اور یہ مسلمان ہوکر آپ سے رخصت ہوئین۔

اللہ اکبر آپ کی ذات مین خدا تعالیٰ نے ساری ہی خوبیان جمع کردی تھین۔ اور اخلاق کے علاوہ مروت ووفا اور باوجود اس بلند رتبہ کو پہونچ جانے کے اپنے پرانے خادمون کا خیال آپ ہی کا حصّہ تھا۔ ثویبہ کے لیے جنھون نے چندروز دودھ پلایا تھا آپ مدینے سے روپیہ اور کپڑے بھیجتے تھے اور بڑی عزت کرتے تھے مکہ مین رہتے ہوے بھی وہ آپ کے مکان پر آتی رہتی تھین۔ اور آپ اُنکا بہت ادب ولحاظ کرتے اور اسیوجہ سے خدیجہ رضہ بھی اُنکی خاطر کرتی تھین ہجرت کے چھٹے سال جب آپ نے خیبر[1] فتح فرمایا ہی تو اسوقت اُنکی وفات کی خبر پہونچی تو بہت رنجیدہ ہوے۔

ہجرت کے آٹھ سال بعد جب مکّہ کو فتح کرکے وہان تشریف لائے تو ثویبہ رضہ کے بیٹے مسروح کا حال دریافت فرمایا جسنے آپ کے ساتھ دودھ پیا تھا۔ اُسکا کچھ پتہ نشان

---

[1] یہ وہ خیبر ہی جو حضرت علیؑ کے ہاتھ پر فتح ہوا تھا مدینہ سے چار منزل پر ہی اسمین یہودی رہتے تھے وہ خیبر نہین جو کابل کے قریب ہی ۱۲

نہ ملا تو تو یہ کے دوسرے رشتہ دارون کو پوچھا مگر اسوقت انمین سے کوئی بھی دُنیا مین موجود نہ تھا۔

امّ ایمن کے مکان پر آپ خود کبھی کبھی ملنے کو جاتے جنھون نے والدہ کے انتقال کے بعد آپ کی خدمت کی تھی۔ یہ حبشہ کی رہنی والی تھین۔ ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نہایت ہی شفقت و محبت تھی۔ آنحضرت کے انتقال کے بعد حضرت[1] ابوبکرؓ و حضرت عمرؓ آپ کے طریقہ کے موافق اُن سے ملنے گئے۔ تو یہ آپ کو یاد کر کے رو پڑین اور یہ دونون صاحب بھی رونے لگے۔

کیا ہی سچی محبت تھی آپ کے خادمون کو آپ کے ساتھ۔ اور کیسا کچھ خیال تھا اپنے جان نثارون کا رسول اللہ کو صلے اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وخدامہ وسلم اجمعین۔

---

[1] حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ وہ سچے وفادار اور پاک محبت والے تھے کہ جنھون نے محض رضاء خدا ورسول کیواسطے اپنے تمام مال و متاع کو اُس مقدس رسول پر تصدق فرما دیا کوئی مصیبت و ابتلا کا وقت ایسا نہین ہوا جسمین یہ رسول پاک کے رفیق و ردیف نہون چنانچہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکرؓ جس رات کو ہجرت کی نیت سے چلکر کفار سے پوشیدہ ہونے کے لیے جب غار ثور پر آئے ہین تو حضرت ابوبکر نے عرض کیا کہ آپ ذرا ٹھہریے مین پہلے اندر جا کر دیکھون کہ اگر کوئی چیز تکلیف پہونچا دے تو مجھے پہونچا دے آپ کو تکلیف نہ پہونچے اُسمین جا کر صاف کیا اور اپنی چادر پھاڑ کر جسقدر سوراخ تھے سب بند کر دیے مگر دو سُوراخ باقی رہگئے تھے انپر حضرت ابوبکر نے اپنے پاؤن لگا دیے اور آپ کو اندر بلایا آپ اندر تشریف لائے اور حضرت صدیق کی گود مین سر رکھکر سو گئے ایک سُوراخ مین سے حضرت ابوبکر کو سانپ نے کاٹ لیا اسپر بھی اُس جان نثار نے آپ کی بے آرامی کے خوف سے حرکت نہ کی مگر بے اختیار آنسو نکلکر آپکے چہرہ پر گرے آپ بیدار ہو گئے اور پوچھا کیا ہوا۔ عرض کیا سانپ نے کاٹا ہے آپ نے لب مبارک لگا دیا اور تکلیف جاتی رہی ۱۲

زوجۂ طاہرہ[1]

یعنی

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے حالات

تمام دنیا مین سب سے پہلے اسلام لانے والی اور رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی سب سے پہلی بی بی حضرت خدیجہؓ ہین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دنیا مین تشریف لانے سے پندرہ برس پہلے یہ پیدا ہوچکین تھین - انکے والد کا نام خویلد تھا جو عرب کے نہایت ذی عزت اور خاندانی شخص تھے والدہ کا نام فاطمہ تھا - خدا تعالےٰ کی عادت ہی کہ جب کوئی کام کرنا ہوتا ہی تو اسکے اسباب ویسی ہی پیدا فرما دیتا ہی خدیجہؓ کی قسمت مین سید المرسلین کی زوجہ بننے کی عزت لکھی تھی اسلیے انکے دو نکاح ہوے مگر دونون خاوند زندہ نہ رہے۔

انکے والد نے انکی شادی اپنے دستور کے موافق ایک خاندانی شخص سے کردی تھی - جنکو ابو ہالہ کہتے تھے - انسے دو بچّے پیدا ہوے - کچھ مدت کے بعد ابو ہالہ کا انتقال ہوگیا تھوڑے دن گذرنے کے بعد خدیجہ کا نکاح عتیق[2] سے کردیا گیا - عرصہ تک انکے ساتھ رہین اور ایک لڑکی بھی پیدا ہوئی - اتفاقات تقدیر سے عتیق کو بھی حکم خداوندی پہونچا اور دُنیا سے رخصت ہوگئے۔

---

[1] خدیجہ اسلام سے پہلے بھی طاہرہ مشہور تھین - ۱۲

[2] ایک قول یہ ہی کہ پہلا نکاح عتیق سے ہوا ہی اور ابو ہالہ سے عتیق کے بعد نکاح ہوا ۱۲